خاتونِ اول

سیدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا

کی زندگی کے

سنہرے واقعات

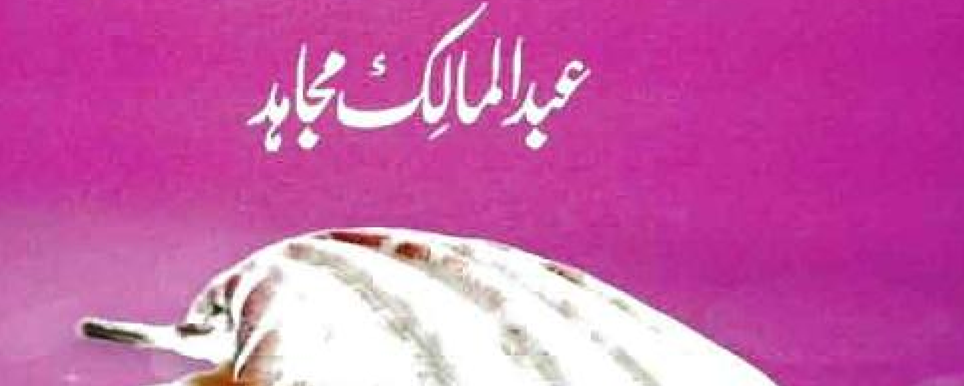

عبدالمالک مجاہد

www.KitaboSunnat.com

دارالسلام
DARUSSALAM

اسلامی کتب کا نیا انداز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خاتونِ اوّل
سیّدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی
کے سُنہرے واقعات

عبدالمالک مجاہد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتونِ اوّل

سیّدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے سنہرے واقعات

عبدالمالک مجاہد

دارُالسّلام
کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

جملہ حقوق اشاعت برائے دارُالسلام محفوظ ہیں

دارُالسّلام
کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب فون:4033962-4043432 1 00966 فیکس:4021659
info@darussalamksa.com riyadh@darussalamksa.com
www.darussalamksa.com

- الریاض۔ العلیا۔ فون:4614483 01 فیکس:4644945
- الملز فون:4735220 01
- سویلم فون:2860422 01
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695
- قصیم (بریدہ): فون/فیکس:3696124 06 موبائل:0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948
- مدینہ منورہ فون:8234446 04 فیکس:8151121
  موبائل:0504296740
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270
- الخبر فون:8692900 03 فیکس:8691551
- ینبع البحر فون/فیکس:3908027 04
- خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07

شارجہ فون:5632623 6 00971 امریکہ ہوسٹن:7220419 713 001 • نیویارک:6255925 718 001
لندن فون:4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون:4040 9758 2 0061

پاکستان ہیڈ آفس و مرکزی شوروم

36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 37232400-37240024-37324034 42 0092 فیکس:37354072 موبائل:0322-8484569
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

- غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون:37120054 فیکس:37320703 موبائل :0321-4439150
- Y-260 بلاک کمرشل ایریا، فیز III ڈیفنس، لاہور فون :35692610 موبائل:0321-4212174

کراچی مین طارق روڈ، (D.C.HS / 110,111-Z) ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دُوسری گلی، کراچی
فون:34393936 فیکس:34393937 موبائل:0321-2441843

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس :2281513 موبائل:0321-5370378

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© مكتبه دار السلام ،١٤٣٢هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
مجاهد ، عبدالمالك
قصص ذهبية من حياة سيده خديجه رضي الله عنها/
عبدالمالك مجاهد - الرياض ، ١٤٣٢هـ
ص:٢٢٤،مقاس ١٧ x ٢٤ سم
ردمك: ٩-١٦٤-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨
(الكتاب باللغة الأردية)
١-خديجه بنت خويلد ، ت ٣ ق ، هـ ٢-زوجات النبى أ.العنوان
ديوي ٢٣٩,٧ ١٤٣٢/١٠٠٤١

رقم الإيداع: ١٤٣٢/١٠٠٤١
ردمك: ٩-١٦٤-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی
بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ

(الاحزاب:6)

نبی ﷺ مومنوں پر اُن کی جانوں
سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور ان
کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ھدیہ

میں یہ نہایت خوبصورت اور اہم کتاب

محترم / محترمہ ....

کو بطور تحفہ پیش کرتا ہوں / کرتی ہوں۔ امید ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر انشاء اللہ آپ کے اخلاق و کردار اور اہل بیت کے ساتھ محبت میں نمایاں فرق آئے گا۔

منجانب: ....

....

تاریخ ....

انتساب

- ہر اس خاتون کے نام جو اپنے شوہر کی وفادار ہے اور اپنے رب کے حقوق ادا کرنے والی ہے۔
- ہر غیرت مند بیٹی کے نام جو شرم و حیا اور پاکدامنی کے زیور سے آراستہ ہے۔
- شرافت و وقار کی علامت ہر بہن کے نام جو اپنے بھائیوں اور والدین کے لیے فخر کا باعث ہے۔
- شفقت و محبت کی پیکر ہر ماں کے نام جو اپنی اولاد کی عمدہ تربیت کو سب سے بڑا فریضہ خیال کرتی ہے۔
- ہر اس شخص کے نام جو خاندان نبوت سے دل کی گہرائیوں سے محبت رکھتا اور انہی کے نقش قدم پر چلنے کی تمنا رکھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

موضوع .... صفحہ نمبر

عرض ناشر 17

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام ونسب 21

قصی کی مکہ واپسی 22

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاندان بنواسد کا اعزاز 23

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ کے خاندانوں کی باہمی رشتے داریاں 24

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اور والدین کریمین 26

ازدواجی زندگی 28

کامل واکمل خاتون 29

تجارت 33

ایماندار اور با اصول تاجر 35

علامہ ابن سعد کی گواہی 36

قیس بن سائب مخزومی کی گواہی 36

شام کا تجارتی سفر 38

سردار ابوطالب کا مشورہ 39

نبوت کی نشانیاں اور نسطورا راہب کا انکشاف 39

ورقہ بن نوفل کی گواہی 41

موضوع .... صفحہ نمبر

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے پیام نکاح اور رسول اللہ ﷺ کی آمادگی 42

مجلس نکاح میں سردار ابوطالب اور ورقہ بن نوفل کا خطبہ 46

مکی معاشرے میں ایک نیا گھر 48

رسول اللہ ﷺ کی اولاد 49

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک منفرد تحفہ 51

اک نئی منزل۔۔۔غار حرا اور اس عرصے میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تعاون 53

بعثت سے قبل اشارات نبوت 57

سیدہ خدیجہ کی آپ ﷺ کی نبوت کے بارے میں پیش گوئی 59

آغاز وحی 60

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موقع شناسی اور دانائی 62

دعوت توحید کا آغاز اور اہل مکہ کے رقیق حملے 64

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مثالی کردار 67

اہل مکہ کی گھناؤنی چال اور اللہ تعالیٰ کی رحمت 69

سیدنا حسن کی اپنے ماموں سے فرمائش 71

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک 72

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آنگن میں ایک اور پھول 76

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

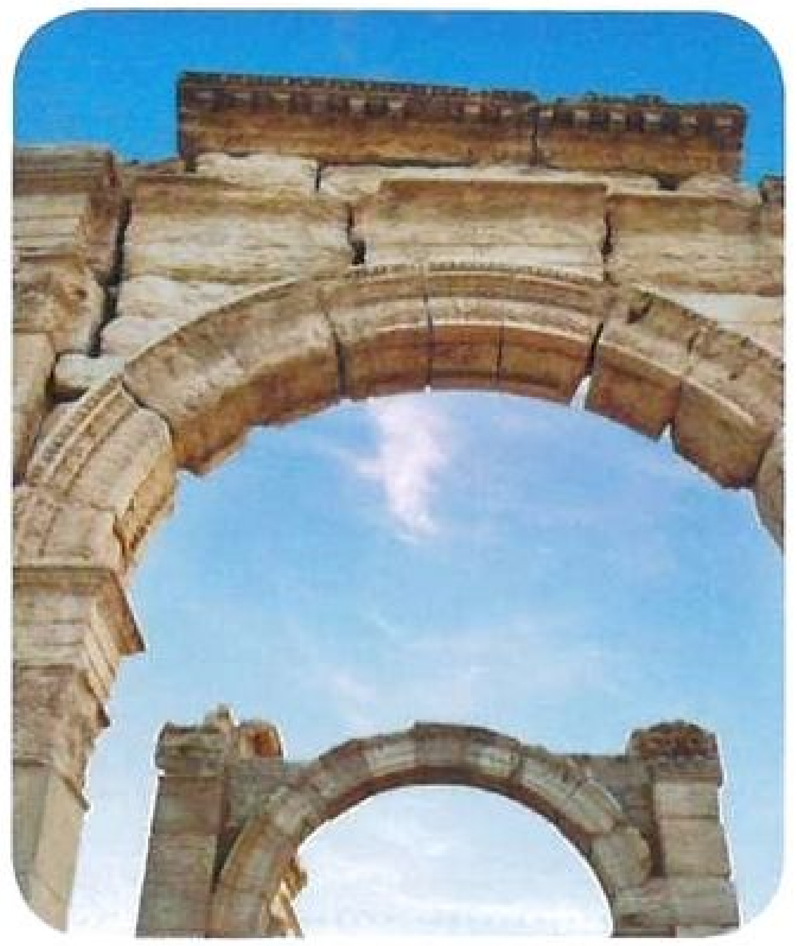

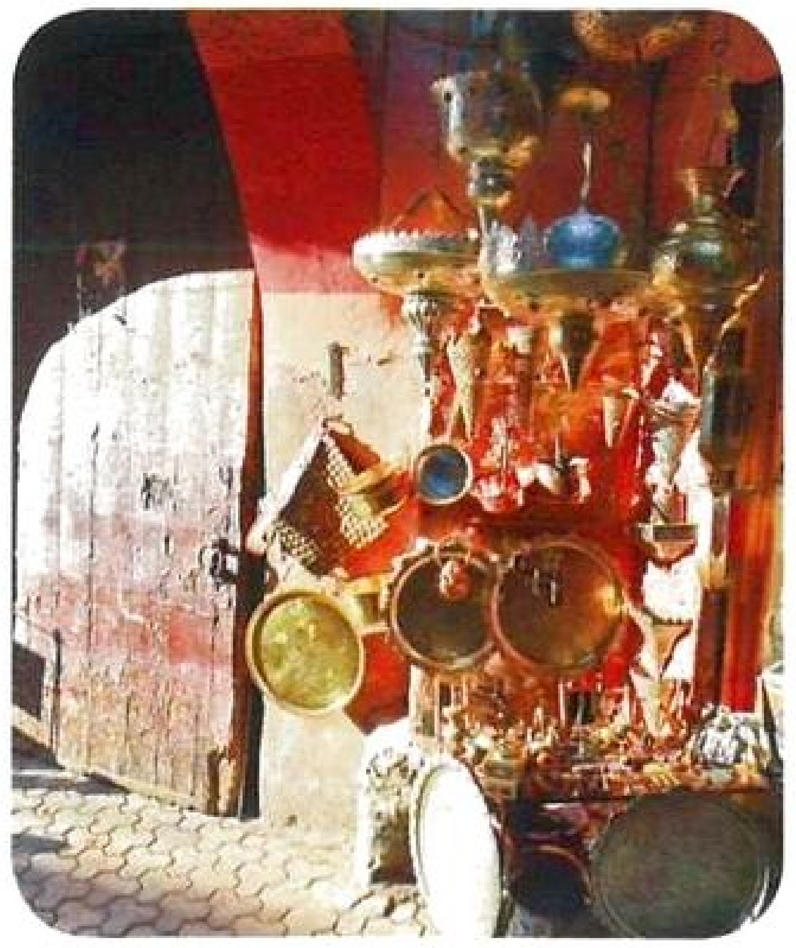

موضوع .... صفحہ نمبر

جناب عبداللہ ؓ کی وفات اور مشرکین مکہ کی بدزبانی 76
اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشرکین کے طعنوں کا جواب 77
پیاری بیٹی کی حبشہ کے لئے روانگی 79
قریش کی ناکام کوششیں اور اچھے ہتھکنڈے 80
سردار ابوطالب کی دورس نگاہ 83
معاشی اور معاشرتی بائیکاٹ 83
ام المومنین ؓ شعب ابی طالب میں 84
حکیم بن حزام کا تحفہ اور ابوجہل کی اوچھی حرکت 86
سیدہ خدیجہ ؓ جوار رحمت الٰہی میں 88
عام الحزن 89
ام المومنین سیدہ خدیجہ ؓ کے فضائل ومناقب 90
باکمال خواتین کی ملتی جلتی خوبیاں 96
سیدہ خدیجہ کی اولاد کا تذکرہ 97
سیدہ زینب ؓ بنت محمد ﷺ 98
ابوالعاص بن ربیع سے نکاح 99

موضوع .... صفحہ نمبر

میاں بیوی میں مثالی محبت 101
سیدہ زینب ؓ کی اولاد 103
سیدہ زینب کی اپنے والد کیلئے بے تابی 103
بدر کے قیدیوں کا فدیہ اور سیدہ خدیجہ ؓ کا ہار 107
سیدہ زینب ؓ کا المناک سفر ہجرت 109
سیدہ زینب ؓ پر ہبار بن اسود کا حملہ 110
ابوالعاص بیوی کی وفائیں نہ بھول سکے 113
ابوالعاص سیدہ زینب ؓ کے دروازے پر 115
ابوالعاص بن ربیع آغوش اسلام میں 117
ابوالعاص ؓ سوئے طیبہ 118
سیدہ زینب ؓ آغوش رحمت الٰہی میں 118
سیدہ امامہ بنت ابوالعاص بن ربیع ؓ 120
سیدہ امامہ کی شادی 121
سیدنا علی بن ابوالعاص بن ربیع ؓ 123
سیدہ رقیہ ؓ بنت محمد ﷺ 124
دعوت اسلام اور ابولہب کی بدزبانی 126

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

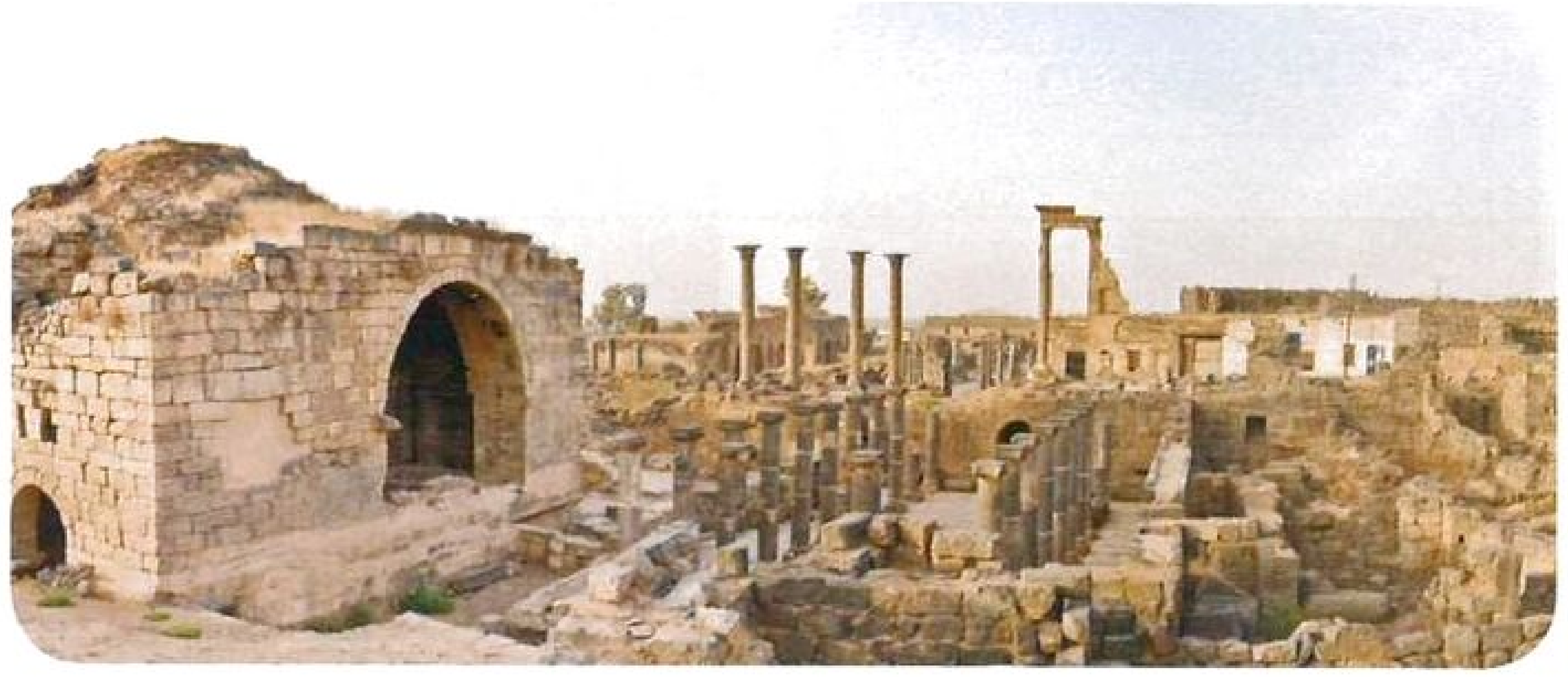

موضوع .... صفحہ نمبر

اللہ کی طرف سے بدزبانی کا جواب 128
ابولہب اور اس کے بیٹوں کی بدبختی 129
قریشیوں کی چال کی ناکامی اور اللہ تعالیٰ کے حکمت بھرے فیصلے 131
سیدہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے نکاح 132
میاں بیوی میں مثالی محبت 133
سیدنا ابراہیم ولوط علیہما السلام کے بعد اللہ کیلئے ہجرت کرنے والا پہلا گھرانہ 134
حبشہ کی طرف ہجرت اور مشرکین کا تعاقب 136
حبشہ سے واپسی اور پریشانی میں اضافہ 136
ایک اندوہناک خبر 137
اس مبارک گھرانے کی تیسری مرتبہ ہجرت 138
سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے آنگن میں پھول 139
غزوہ بدر اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری 139
سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا سفر آخرت 140
رحمت دو عالم ﷺ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر 140
سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا لخت جگر رحمت الٰہی میں 141
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ 142
سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی دختر سرور عالم ﷺ کی زوجیت میں 145

موضوع .... صفحہ نمبر

حکم الٰہی کے مطابق نکاح 147
اس بابرکت شادی کی تفصیل 147
سیدہ کلثوم رضی اللہ عنہا بھی چل بسیں 148
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی دلجوئی 150
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ 151
تبلیغ اسلام کا ابتدائی دور اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جرات و دلیری 152
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ابوجہل کا طمانچہ 156
دعوت اسلام کے کام میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کردار 157
شعب ابی طالب 157
رسول اللہ ﷺ کے دفاع کیلئے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بھرپور کوششیں 159
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہجرت 160
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح 161
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی کچھ مزید تفصیل 165
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جہیز 166
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی 166
سیدہ فاطمہ کی رہائش گاہ 168

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

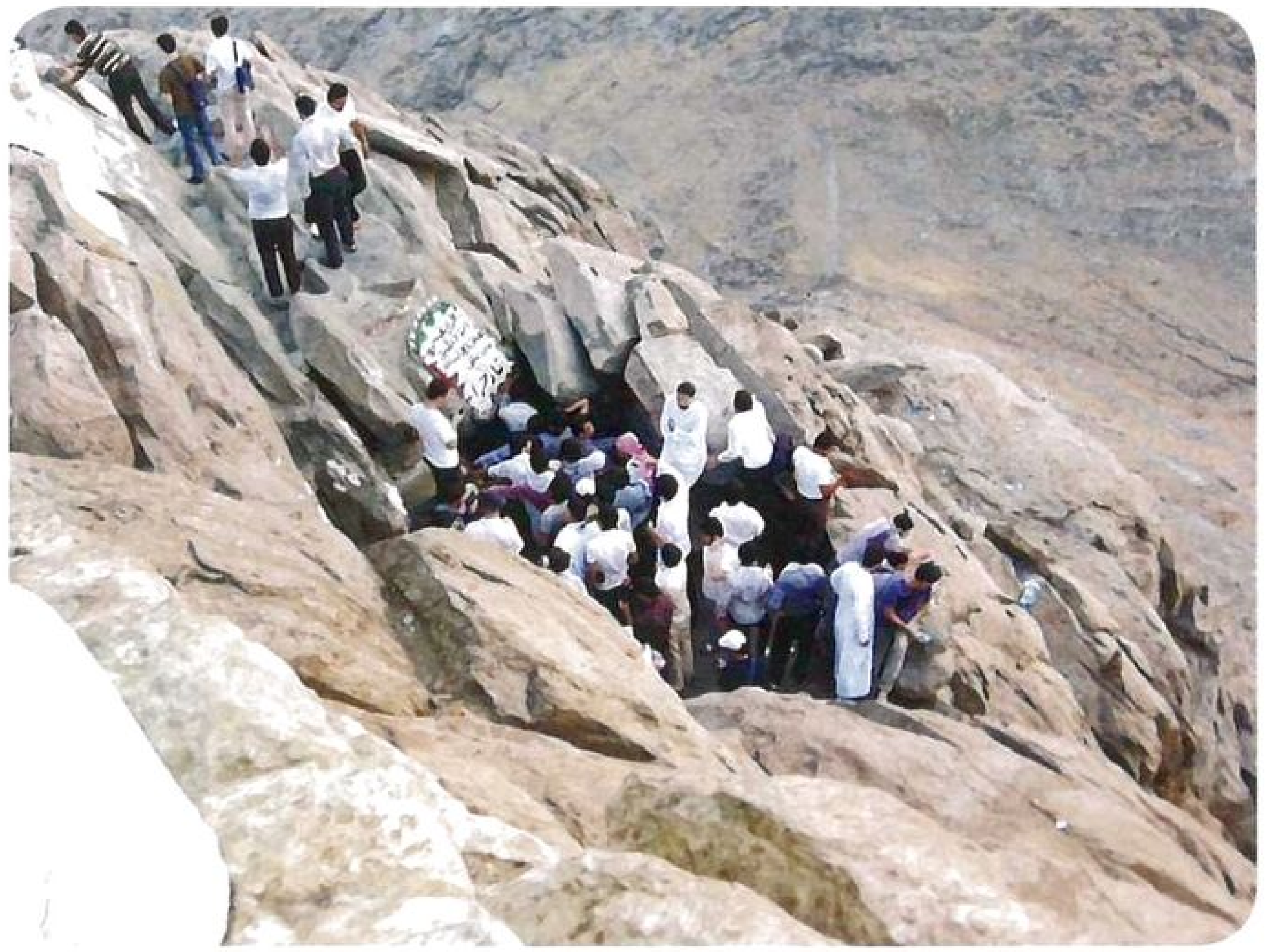

موضوع .... صفحہ نمبر

غزوۂ میں شرکت 170
میاں بیوی کی مثالی زندگی 172
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد 173
سیدہ فاطمہ کی تربیت 174
غلام سے بہتر تحفہ 177
حدود اللہ کی پاسداری 178
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب 180
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حجۃ الوداع 181
جگر گوشۂ رسول ﷺ 182
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار 182
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سفر آخرت 185
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ 186
سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما 187

موضوع .... صفحہ نمبر

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے 188
سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجواں کے سردار 190
نبی کریم ﷺ کے پیارے نواسے 190
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد کی نظر میں 192
تاریخ کے پلٹتے اوراق 194
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت اوران کے فیصلے 196
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے شب وروز 199
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا تقوی اور تواضع 199
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی دانائی 200
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی کمال سخاوت 201
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے اقوال 203
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی معاملہ فہمی اور حاضر جوابی 204
سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ 205
حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی تربیت 207
دربار فاروقی کی ترجیحات 209

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

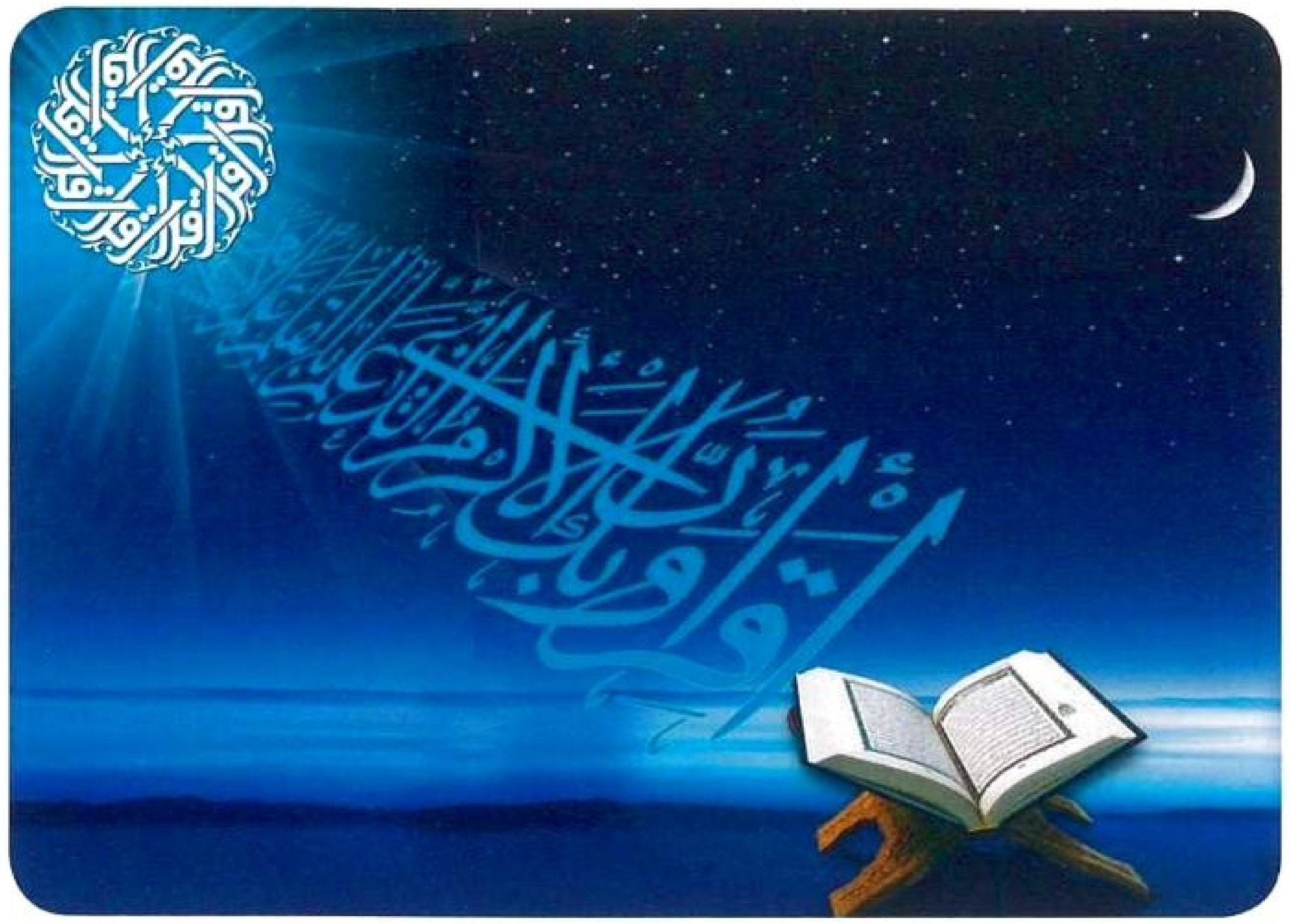

موضوع .... صفحہ نمبر

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حسنین کریمین سے پیار و محبت 211
لمحہ فکریہ 213
سیدنا محسن بن علی رضی اللہ عنہما 215
سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما 216
سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کی شادی 217
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شب و روز 217
سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما 218
سیدہ کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی 219
میاں بیوی کی مثالی زندگی 220
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی اولاد 220
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا سفر آخرت 221
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ 221

عرض ناشر و مؤلف

دنیا بھر میں شائد ہی ایسا کوئی مسلمان ہو جو خاتون اول ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نام اور تذکرہ سے محروم رہا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ اسلامی کے اوراق گرداننے ہوئے ایسی بے شمار خواتین کا تذکرہ ملتا ہے جنہوں نے شمع اسلام کی سربلندی اور دین حق کی دعوت کے لئے بے پناہ قربانیاں دیں اور تاریخ کے چہرے کو ضیاء بخشی تاہم ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان عظیم خواتین سے عظیم تر تھیں کیونکہ نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اوپر پہلی وحی کا تذکرہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی کیا، اور کہا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تو اس عظیم خاتون نے اپنی عظمت، شان اور حکمت کے عین مطابق نبی آخرالزمان، رسول خدا ﷺ کو ان الفاظ میں حوصلہ اور تسلی دی۔۔۔۔۔

اللہ کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا، کہ اللہ آپ کو ناکام اور نامراد کردے اور آپ کی مدد نہ کرے کیونکہ آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، تھکے، ہارے اور درماندہ انسانوں کو ان کی منزل تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچاتے ہیں، ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں، بے ٹھکانہ مسافروں کو اپنا مہمان بناتے ہیں اور حق بجانب امور میں معین و مددگار رہتے ہیں۔

پھر صرف ان ہی جملوں پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے سرتاج، شریک حیات اور محسن انسانیت کو مکمل یقین دلانے کے لئے انہیں اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور سارا واقعہ سنا کر اللہ کے رسول ﷺ کو مزید تسلی دی اور حق پر قائم رہنے کے لئے ہمت بندھائی۔

قارئین اکرام! میں اکثر اپنی اس عظیم ماں کی دانائی اور حکمت، وفاداری اور مجاہدانہ صلاحیتوں کا مطالعہ کر کے انہیں خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ پاتا۔ دعوت اسلام کو پھیلانے میں ہماری اس ماں کا نہایت معتبر کردار اس کتاب کے اوراق میں تاریخ اسلام سے الفت رکھنے والوں کو میسر آئے گا۔

اس عظیم خاتون کی تمام خوبیاں ایک طرف، ان کی صرف یہی شان اور عظمت کافی ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کی جانب سے خواتین میں اسلام کی دعوت سب سے پہلے ان ہی کو پیش کی گئی اور انہوں نے کسی بھی تردد کے بغیر اللہ کے رسول پر ایمان لاتے ہوئے پہلی خاتون مسلمان ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

زمانہ جاہلیت میں بھی طاہرہ کے لقب سے مشہور ہونے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک بڑے سردار اور مالدار تاجر خویلد کی عظیم بیٹی تھیں۔ خاتون اول محض ایک تاجر ہی نہیں بلکہ نہایت مالدار، باوقار، ذہین، فطین، شریف، معاملہ فہم اور دوراندیش عورت تھیں۔

انہوں نے اپنا مال اللہ کی راہ میں قربان کر دیا، رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی نہایت عمدہ تربیت کا حق ادا کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ اور مقام سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے کہ رسول اللہ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خواتین کی جنت کی سردار کہا ہے وہ بطن خدیجہ سے ہی دنیائے فانی میں تشریف لائیں۔ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بہترین تربیت فرمائی، اللہ کے رسول کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اتنی محبت اور اس قدر لحاظ تھا کہ ان کی زندگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی۔

وہ بلاشبہ نہایت امیر کبیر شہزادی بلکہ ملکہ تھیں مگر شعب ابی طالب میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نہایت صبر و تحمل سے تین مشکل ترین سال گزارے۔

ان کے بارے میں اتنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے ان کے لئے جنت کے ایک محل کی خوشخبری سنائی ہے۔

قارئین اکرام! اگر سچ پوچھئے تو اس کتاب کے لکھنے کے دوران جب میں نے سیدہ کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا اور انہیں قلم بند کیا تو میرے دل میں مسلمانوں کی عظیم ماں کے لئے محبت، عقیدت اور قدر و منزلت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔

زیر نظر کتاب میں نے اپنی ان تمام ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے لکھی ہیں جو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے اسوہ حیات کو جاننا چاہتی ہیں۔ یہ کتاب نوجوان نسل کے لیے خواہ وہ مرد ہو یا عورت مشعل راہ ہے۔ یہ سنہرے واقعات کسی عام خاتون کے نہیں بلکہ سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا کی زندگی کے سنہرے واقعات ہیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس کتاب میں پوری کوشش کی گئی ہے کہ کوئی ضعیف یا موضوع روایت یا من گھڑت واقعہ نہ لکھا جائے۔ مگر اس کے باوجود بشری تقاضے اپنی جگہ موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام کی طرف سے کسی بھی ایسے واقعہ کی نشاندہی بڑے شکریے کے ساتھ قبول کی جائے گی جو صحیح روایات سے ثابت نہ ہو۔ کتاب لکھنے بیٹھا تو بعض احباب نے توجہ دلائی کہ اس عظیم خاتون کی اولاد کے بھی مختصراً حالات زندگی بیان کر دیے جائیں۔ چنانچہ سیدہ کے نواسوں، نواسیوں اور ان کی اولاد کا مختصر تذکرہ آپ کو مل جائے گا۔

اس کتاب کو ہم نے خوبصورت ڈیزائن، بہترین ورق، بائینڈنگ اور طباعت کے اعلیٰ معیار پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو الحمدللہ سیدہ کے ساتھ ہماری محبت کی ایک ادنیٰ کاوش ہے۔ ہم نے ان کتابوں کو "اسلامی کتب کا نیا انداز" کا نام دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس انداز میں سیدہ کی سیرت پہلے شائع نہیں ہوئی ہوگی۔

کتاب کی تیاری میں میرے ساتھ دارالسلام لاہور برانچ کے رفقاء کے علاوہ ہیڈ آفس کے سینیئر رفقاء جناب قاری محمد اقبال عبدالعزیز اور پروفیسر محمد ذوالفقار نے مکمل تعاون کیا۔ کتاب کے کئی پروف پڑھے، اور مختلف مراحل میں میری مدد اور رہنمائی کی میں ان کا شکر گزار ہوں۔

ڈیزائنگ کے لیے جناب شہزاد احمد نے بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اپنی محبتوں کا ثبوت دیا اور بڑی محنت اور لگن سے کتاب کو ڈیزائن کیا۔ میں ان تمام احباب کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اصلاحِ امت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین یارب العالمین)

عبدالمالک مجاہد

الریاض، سعودی عرب

اکتوبر، 2011

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی زوجہ مطہرہ کا نام خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھا۔ ان کا تعلق قریش کے ایک ممتاز خاندان بنو اسد بن عبدالعزّٰی بن قُصَی سے تھا۔ اس طرح نسب اور شرف کے لحاظ سے یہ نہایت ہی بلند پایہ خاتون تھیں۔ نہ صرف دورِ اسلام میں بلکہ جاہلیت میں بھی ان کا لقب 'طاہرہ' تھا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اہل مکہ نے ان کے شرف اور اعلیٰ مقام کی بدولت سَیِّدَةُ نِسَاءِ قُرَیْشٍ کا لقب دیا ہوا تھا،[1] پھر جب ان کی شادی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو قرآن مجید نے ان کو ام المؤمنین کا خطاب دیا۔[2] اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں انہیں 'أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ' کا لقب دیا ہے۔[3]

قصی پر جا کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا نسب آپس میں مل جاتا ہے۔ قصی بن کلاب وہ پہلے قریشی ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ میں قریش کی حکومت قائم کی۔ اس سے پہلے مکہ کی حکمرانی اور بیت اللہ کی تولّیت میں ان کا کوئی حصہ نہ تھا۔

① تاریخ دمشق: 14/66، والروض الأنف:1/327. ② الأحزاب 33:6. ③ مسند أحمد: 1/293.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصی کی مکہ واپسی

قصی کا اصل نام زید تھا، ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت سعد تھا۔ یہ ابھی دودھ پیتے بچے ہی تھے کہ ان کے والد کلاب کا انتقال ہوگیا۔ ان کی والدہ نے بنو عذرہ کے ایک شخص ربیعہ بن حرام سے شادی کر لی۔ یہ قبیلہ شام کے اطراف میں رہائش پذیر تھا، اس لیے قصی کی والدہ اپنے بیٹے کے ہمراہ وہیں چلی گئی۔ قصی جب جوان ہوئے تو ان کا بنو عذرہ کے ایک شخص سے جھگڑا ہوگیا۔ اس نے قصی کو عار دلائی اور کہا، تمہارا ہمارے خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قصی اپنی والدہ کے پاس آئے اور ان سے اپنی حقیقت پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ یہ شخص ٹھیک کہتا ہے۔ بلا شبہ تمہارا اس خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر تمہارا خاندان عزت وشرف کے اعتبار سے بنو عذرہ سے کہیں بہتر ہے۔ تم قریشی ہو، تمہارا بڑا بھائی (زہرہ بن کلاب) اور دیگر کنبہ قبیلہ مکہ میں آباد ہے اور یہ لوگ بیت اللہ شریف کی ہمسائیگی میں رہتے ہیں۔ یہ سب جاننے کے بعد قصی موقع کی تلاش میں رہے اور پھر کچھ عرصے کے بعد ایک قافلہ انہیں مکہ مکرمہ جاتا ہوا مل گیا۔ وہ اس میں شامل ہو کر مکہ پہنچے اور اپنے بھائی زہرہ بن کلاب اور قبیلے سے آملے۔ یہاں وہ اپنی ذہانت اور محنت کے بل بوتے پر جلد ہی اپنی قوم میں محبوب ترین شخص بن

گئے۔ اس وقت مکہ کا والی حُلَیل بن حبشیہ خُزاعی تھا۔ قصی نے اس کی بیٹی حُبّی کا رشتہ طلب کیا۔ حلیل قصی کی شجاعت اور ذہانت سے بہت متاثر تھا لہذا اس نے آمادگی ظاہر کردی۔ حُبّی سے قصی کے چار بیٹے ہوئے: عبد الدار جن کے خاندان کے پاس آج تک بیت اللہ شریف کی چابی ہے۔ سردار عبد مناف جو اللہ کے رسول ﷺ کے جد امجد تھے اور عبد العزی جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے جد امجد تھے اور عبد قصی ان کے چوتھے صاحبزادے تھے۔ حُلَیل کی وفات کے بعد بیت اللہ کی تولیت قصی کے پاس چلی گئی اور انہوں نے ہی مکہ میں دار الندوہ تعمیر کرایا جو اس دور میں پارلیمنٹ کا کام کرتا تھا۔

① الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 1/66 ۔ 70 .

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاندان بنو اسد کا اعزاز

خاندان بنو اسد قریش کے ان نو معزز خاندانوں میں سے تھا جن میں ملکی اور قومی اعزازات منقسم تھے۔ ایک اعزاز ''مشورے'' کا تھا جو اس خاندان کو حاصل تھا۔ دار الندوہ کا انتظام انہی کے سپرد تھا۔ مشورے سے مراد یہ تھی کہ جب قریش کو قومی اور ملکی مسائل درپیش ہوتے اور وہ اتفاق رائے سے کوئی کام کرنا چاہتے تو صلاح مشورے کے لیے اس خاندان کے پاس آتے۔[1] اس منصب پر آخری عہدے دار یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد تھے۔[2] بنو ہاشم کے سوشل بائیکاٹ کے سلسلے میں جو صحیفہ لکھا گیا تھا اسے چاک کرنے میں زمعہ بن اسود نے بڑا نمایاں کردار ادا کیا تھا اور یہ زمعہ ہی تھے جنہوں نے ابوجہل سے کہا تھا: ''واللہ! تم غلط کہتے ہو، جب یہ صحیفہ لکھا گیا تھا تب بھی ہم اس سے راضی نہیں تھے۔''[3]

① تاریخ الطبري: 18/2، السیرة لابن هشام: 125/1.
② أسد الغابة: 339/4 . ③ السیرة لابن هشام: 376/1 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ کے خاندانوں کی باہمی رشتے داریاں

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی جاننے سے پہلے ہم ان کے شجرۂ نسب پر نظر ڈالتے ہیں۔اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ خاندان کتنا معزز اور محترم تھا اور اس کا اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کتنا گہرا تعلق تھا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دادا اسد بن عبد العزی کی بہت سی اولاد تھی۔سب سے بڑے بیٹے مطلب تھے، پھر خویلد جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد تھے۔پھر نوفل جن کے صاحبزادے ورقہ تھے جو عیسائی ہوگئے تھے۔وہ عربی زبان لکھنا جانتے تھے، چنانچہ انجیل کو عربی میں لکھا کرتے تھے۔آخری عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی۔جب اللہ کے رسول ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ کے رسول ﷺ کو ان کی خدمت میں لے کر گئیں۔انہوں نے نہ صرف آپ ﷺ کو تسلی دی بلکہ اپنی مکمل حمایت کی یقین دہانی بھی کرائی۔[1] (تفصیل آگے آئے گی۔ان شاء اللہ)

[1] صحیح البخاری، حدیث: 3.

ام حبیب: یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پھوپھی تھیں۔ان کی رشتے داری رسول اللہ ﷺ کے ننھیال بنو زہرہ میں اس طرح تھی کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ بنت وہب کی نانی تھیں۔[1]

[1] الطبقات لابن سعد: 59/1.

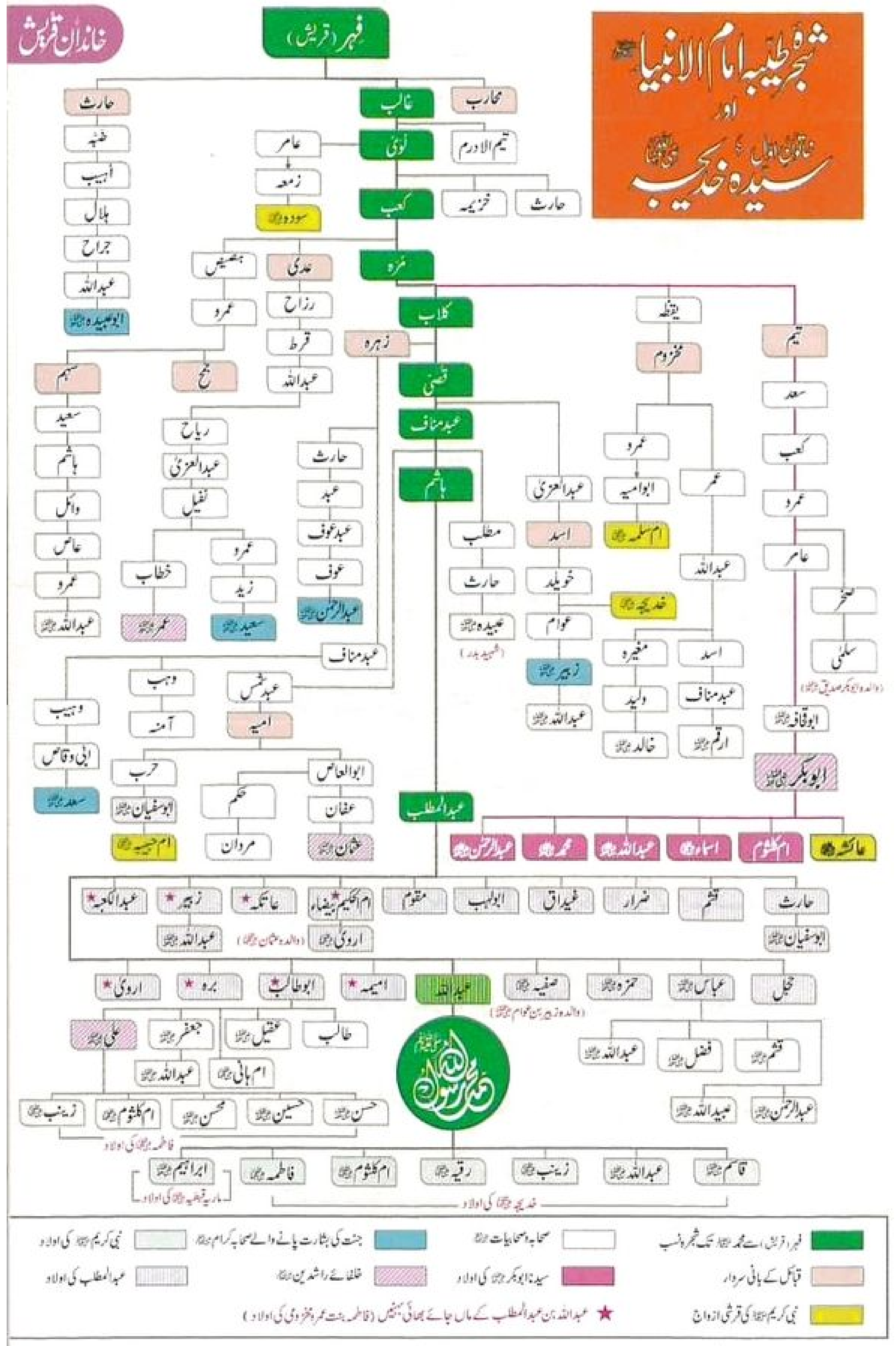

خویلد بن اسد: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد بن اسد صاحبِ اولاد تھے اور اپنے قبیلے کے سرکردہ افراد میں سے تھے۔ان کے سب سے بڑے بیٹے حزام تھے جن کے بیٹے حکیم کو دار الندوہ کا منتظم بنایا گیا تھا۔[1] سردار خویلد کے ایک بیٹے کا نام عوام تھا جن کی شادی اللہ کے رسول ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی۔عوام کے ایک بیٹے کا نام سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ تھا جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔خویلد بن اسد کی بیٹیوں میں ایک بیٹی تو خود سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں جو سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِين تھیں۔ایک بیٹی کا نام سیدہ ہالہ رضی اللہ عنہا تھا جو اللہ کے رسول ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ساس تھیں۔یاد رہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ہالہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

[1] أسد الغابة: 44/2.

اگر نسب نامے پر غور کیا جائے تو اللہ کے رسول ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھاوج تھیں۔اس طرح آپ ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان شادی سے پہلے بھی قریبی رشتے داری کا تعلق تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اور والدین کریمین

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ولادت عام الفیل سے پندرہ سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔[1] عام گھرانوں کے مقابلے میں یہ گھرانہ ہر اعتبار سے معزز اور پاکیزہ تھا۔

[1] الطبقات لا بن سعد: 17/8.

سیدہ کے والد گرامی خویلد مکہ مکرمہ کے معروف اور امیر تاجروں میں سے تھے۔ ان کا کاروبار بڑا وسیع تھا اور نہایت اچھی شہرت کے مالک تھے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ سیف بن ذی یزن نے عام الفیل کے دو سال بعد احباش کو یمن میں شکست دے کر یمن کی حکومت پر قبضہ کرلیا تھا۔ یہ عربی النسل تھا۔فطری طور پر عربوں کو اس کے بادشاہ بننے سے بڑی خوشی ہوئی، چنانچہ قریش نے سیف بن ذی یزن کو مبارک باد دینے کے لیے ایک وفد روانہ کیا۔ اس وفد میں اللہ کے رسول ﷺ کے دادا سردار عبد المطلب بن ہاشم، امیہ بن عبد شمس، سیدہ

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد بن اسد اور قریش کی دیگر اہم شخصیات شامل تھیں۔ یہ تمام شخصیات صنعاء (یمن) تشریف لے گئیں اور غمدان نامی قصر میں سیف بن ذی یزن کو مبارک باد پیش کی۔[1]

[1] الوفاء بتعریف فضائل المصطفی:77/1.

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد کی وفات حرب فجار سے پہلے ہوئی تھی۔[1] حرب فجار میں قریش اور ان کے حلیف کنانہ ایک طرف تھے جبکہ ان کے مقابل قیس بن عیلان تھے۔اس جنگ کو حرب فجار اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں حرم اور حرمت والے مہینے دونوں کی حرمت پامال کی گئی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی اس جنگ میں تشریف لے گئے اور اپنے چچاؤں کو تیر تھماتے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چودہ یا پندرہ سال تھی۔[2]

[1] تاریخ الطبري:36/2. [2] السيرة لابن هشام:186/1.

”سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نسب نامے میں کئی پشتوں تک آپ رضی اللہ عنہا کی دادیوں اور چھ پشتوں تک ننھیالی سلسلے کی نانیوں کے نام بھی آج تک محفوظ ہیں“

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ یہ بھی قریشی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔عربوں میں نسب کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔قریش کا صحیح ترین نسب نامہ اکیسویں پشت میں نزار بن معد بن عدنان تک ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نسب نامے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اتنی پشتوں تک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دادیوں کے نام بھی محفوظ ہیں اور اسی طرح چھ پشتوں تک ننھیالی سلسلے کی نانیوں کے نام بھی کتابوں میں درج ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازدواجی زندگی

رسول اللہ ﷺ کے عقدِ نکاح میں آنے سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دومرتبہ شادی ہوچکی تھی۔سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی عتیق بن عابد بن عبداللہ مخزومی سے ہوئی۔ان کی وفات کے بعد ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی۔[1] بعض سیرت نگاروں کے مطابق پہلا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا اور اس سے ہند بن ابی ہالہ پیدا ہوئے۔اسی وجہ سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام ہند تھی۔یہ اللہ کے رسول ﷺ کے ربیب تھے۔ان کی تربیت کاشانۂ نبوت میں ہوئی۔یہ مسلمان ہوئے۔انہوں نے معرکۂ بدر میں شجاعت کے جوہر دکھائے اور جنگ احد میں بھی شریک ہوئے۔36ھ میں جنگِ جمل میں شہید ہوئے۔[2] ان کے علاوہ ابوہالہ کے تین بیٹے: ہالہ، حارث اور طاہر تھے۔یہ سب بھی شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔حارث بن ابی ہالہ ابتدائے اسلام ہی میں نبی کریم ﷺ کو کفار ومشرکین کے حملے سے بچاتے ہوئے شہید ہوگئے تھے۔وہ اسلام کے لیے جان دینے والے اولین سپوت تھے۔[3]

[1] أسد الغابة:260/5. [2] جامع المسانيد والسنن لابن كثير:303/12. [3] الإصابة:696/1

عتیق بن عابد مخزومی سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جو ام محمد کی کنیت سے مشہور ہوئی۔[1]

[1] الطبقات لابن سعد: 15/8.

جب ان کے دوسرے خاوند کی وفات ہوئی اس دور میں بیوہ یا مطلقہ کی شادی عدت گزرنے کے فوراً بعد کر دی جاتی تھی۔سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو قریش کے بڑے بڑے سرداروں اور معروف شخصیات نے پیغام نکاح بھیجا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔[1]

[1] الطبقات لابن سعد: 131/1.

کامل واکمل خاتون

سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا وہ عظیم خاتون ہیں جن کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ ہر لحاظ سے کامل اور اکمل خاتون تھیں، یعنی نسب کے اعتبار سے، شرافت کے اعتبار سے، اخلاق کے لحاظ سے، کردار کے اعتبار سے، مال ودولت، نجابت وسیادت اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی میں وہ اپنے دور کی یکتا شخصیت تھیں۔بلاشبہ جس نے بھی ان کو پہلی مرتبہ ''طاہرہ'' کے لقب سے ملقب کیا اس نے سو فی صد درست لقب سے پکارا اور یاد کیا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جس ماحول میں پیدا ہوئیں، ہوش سنبھالا، پلیں بڑھیں اور جوان ہوئیں اور جس معاشرے میں رہیں، وہ معاشرہ کفر وشرک سے بھرا پڑا تھا، لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے، شعر وشاعری کا دور دورہ تھا، گلوکارائیں گاتی اور لوگوں کا دل لبھاتی تھیں مگر اس ماحول میں بھی کچھ گھرانے ایسے ضرور تھے جو شرک اور کفر سے متنفر تھے۔وہ ایسے ماحول سے دور تھے جس میں بچیوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندہ درگور کر دیا جاتا اور اپنے خاندان کے کارناموں پر فخر کیا جاتا تھا۔

ابن اسحاق نے ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ بیت اللہ شریف میں ایک مرتبہ قریش کی عورتیں اپنے کسی تہوار کی مناسبت سے جمع تھیں۔ ''ہبل'' کا بت صحن کعبہ میں نصب تھا۔ اس کے اردگرد بہت سارے چھوٹے چھوٹے بت رکھے ہوئے تھے۔ جو لوگ عمرہ یا حج کے لیے آتے وہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان بتوں کے سامنے بھی جبین نیاز جھکایا کرتے، ان سے مدد طلب کرتے اور فریادیں کیا کرتے۔

''
معزز و مکرم خواتین!
عنقریب آپ لوگوں میں
ایک نبی کا ظہور ہونے والا
ہے۔ تم میں سے جو بھی
اس نبی کی زوجہ بن سکے
تو ایسا ضرور کرے
''

قریشی خواتین کے مذکورہ مجمع میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں کہ ایک یہودی ان کے پاس سے گزرا۔ خواتین کے اس گروہ میں ہر عمر کی خواتین شامل تھیں: بچیاں، نوعمر، جوان، ادھیڑ عمر کی، بڑی بوڑھیاں، شادی شدہ اور غیر شادی شدہ سب بتوں کے پاس سے گزر رہی تھیں۔ یہ انہیں اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتی تھیں۔ یہودی کچھ دیر تک ان کی طرف غور سے دیکھتا رہا...... پھر گویا ہوا:

''معزز و مکرم خواتین! عنقریب آپ لوگوں میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ تم میں سے جو بھی اس نبی کی زوجہ بن سکے تو ایسا ضرور کرے''۔

عورتوں کی گفتگو اس یہودی کے اعلان میں دب گئی تھی۔ انہوں نے بڑے تعجب سے اس کی بات سنی اور پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔ یہ کون آدمی ہے جو اس قسم کی گفتگو کر رہا ہے، اس کا یہ بات کرنے سے مطلب اور مقصد کیا ہے؟

پھر ان میں سے بعض عورتوں نے خود ہی جواب دیا: یہ شخص مکہ کا رہنے والا نہیں ہے کیونکہ ہم مکہ کے ہر شخص کو جانتی اور پہچانتی ہیں۔ یہ یہودی ہے اور باہر سے یہاں آیا ہے۔ ایک کہنے لگی: یہ شخص تو ہمارے ساتھ اور ہمارے معبودوں کے ساتھ مذاق کر رہا ہے، ہمارے خداؤں کی توہین کر رہا ہے، چنانچہ بعض عورتوں نے اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ کچھ نے تو صحن سے کنکریاں اٹھا کر اسے مارنی شروع کر دیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا ہر عورت نے اس یہودی کو ذلیل اور بے عزت کرنے میں کچھ نہ کچھ ضرور حصہ لیا مگر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ انہوں نے بتوں کے دفاع میں یہودی کے خلاف کچھ بھی کہنے سے گریز کیا اور اس موقع پر خاموشی سے کام لیا۔[1] اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا قبل از اسلام بھی نیک فطرت تھیں اور مشرکین اور ان کے خداؤں سے کوئی ہمدردی نہ رکھتی تھیں۔

[1] سبل الهدى: 2/164.

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے قوم قریش میں نبی کے آنے کا تذکرہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ انہوں نے پہلے بھی سن رکھا تھا کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک سچا نبی آنے والا ہے، ایسی بات وہ اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل سے بھی سن چکی تھیں۔ یہودی سے یہ تذکرہ سننے کے بعد یقیناً وہ اس پر غور و فکر کرنے لگ گئی تھیں اور یہ بات یقیناً عقل و منطق کے عین مطابق بنتی تھی۔ جہاں تک ان کے چچازاد ورقہ بن نوفل کا تعلق تھا تو وہ کھلے عام قریش کو ملامت کیا کرتے اور ان کو روکا ٹوکا کرتے تھے۔ وہ ان سے کہا کرتے تھے کہ تم لوگوں نے دین ابراہیمی کو چھوڑ کر شرک و بت پرستی اختیار کر لی ہے۔ وہ انہیں ایک رب کی عبادت کی دعوت دیتے اور انہیں عار دلاتے کہ تمہارے جد امجد ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو خالص اللہ کی عبادت کے لیے بنایا تھا مگر تم نے اس میں ہبل کا بت سجا رکھا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے ان خیالات کی نہ صرف قدر دان تھیں بلکہ ان کے دل میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریشیو! اللہ کی قسم! میرے سوا تم میں سے کوئی بھی دین ابراہیمی پر قائم نہیں رہا

ورقہ کا بے حد احترام بھی تھا۔ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ورقہ نے اس آزاد ماحول میں نہ صرف یہ کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین کو اپنایا ہوا تھا بلکہ انہوں نے شراب کو بھی اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔ وہ جوئے سے مکمل اجتناب کرتے تھے۔ وہاں ایک بزرگ شخصیت زید بن عمرو بن نفیل بھی تھے جو بیت اللہ کے سائے میں کھڑے ہو کر قریش سے کہا کرتے تھے: قریشیو! اللہ کی قسم! میرے سوا تم میں سے کوئی بھی دین ابراہیمی پر قائم نہیں رہا اور یہ زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کو بچا لیتے تھے، یعنی ایسی بچیاں جن کے والد انہیں زندہ درگور کرنا چاہتے ان کو مال دے کر چھڑوا لیا کرتے۔ انہیں جب معلوم ہوتا کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے پاس جاتے۔ اسے یا تو قائل کرتے کہ وہ اپنی بیٹی کو زندہ دفن نہ کرے یا اس سے یہ بیٹی لے لیتے اور خود اس کی پرورش شروع کر دیتے۔[1] اس کار خیر میں ورقہ بن نوفل بھی ان کے ساتھ شامل رہتے تھے۔ واضح رہے کہ زید بن عمرو بن نفیل مشہور صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک سیدنا سعید رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ ان کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ زید بن عمرو روز قیامت تنہا ایک امت کے طور پر اٹھائے جائیں گے۔[2] یہ ساری گزارشات کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ مکہ مکرمہ کے اچھے اور اعلیٰ گھرانوں میں بنو اسماعیل میں سے ایک رسول کی تشریف آوری کوئی انوکھی بات نہ تھی۔

① صحيح البخاري، حديث:3828.

② المستدرك للحاكم:3/440.

تجارت

سیرت نگاروں کے مطابق سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اپنے والد اور خاندان والوں سے خاصی دولت وراثت میں ملی۔ جس کو انہوں نے کاروبار میں لگا رکھا تھا۔

اس دور میں یمن اور شام دو بڑی تجارتی منڈیاں تھیں۔ گرمیوں کے موسم میں شام کے علاقے میں موسم بڑا معتدل ہوتا تھا۔ اس علاقے میں زیادہ گرمی نہ ہوتی تھی، اس لیے عربوں کے تجارتی قافلے گرمیوں کے موسم میں بصری شام کا رخ کرتے۔ بُصریٰ شامی دارالحکومت دمشق سے 140 کلو میٹر کی مسافت پر اردن جانے والی سڑک کے کنارے واقع ہے۔ عمان سے قریب ہی ہے۔ یہ اس زمانے میں بہت بڑی تجارتی منڈی ہوتی تھی۔ یہاں سے بیت المقدس بھی زیادہ دور نہیں ہے۔ غرضیکہ اس دور میں یہ بہت بڑا تجارتی شہر تھا۔ گرمیوں کے موسم میں دور دور سے تجارتی قافلے آتے اور یہاں خوب جم کر کاروبار کرتے تھے۔ قریش اپنے علاقے کی اشیاء فروخت کرتے اور دوسرے ملکوں کی قیمتی اشیاء خریدتے اور انہیں مکہ لاتے، اس طرح دوہرا منافع کماتے۔

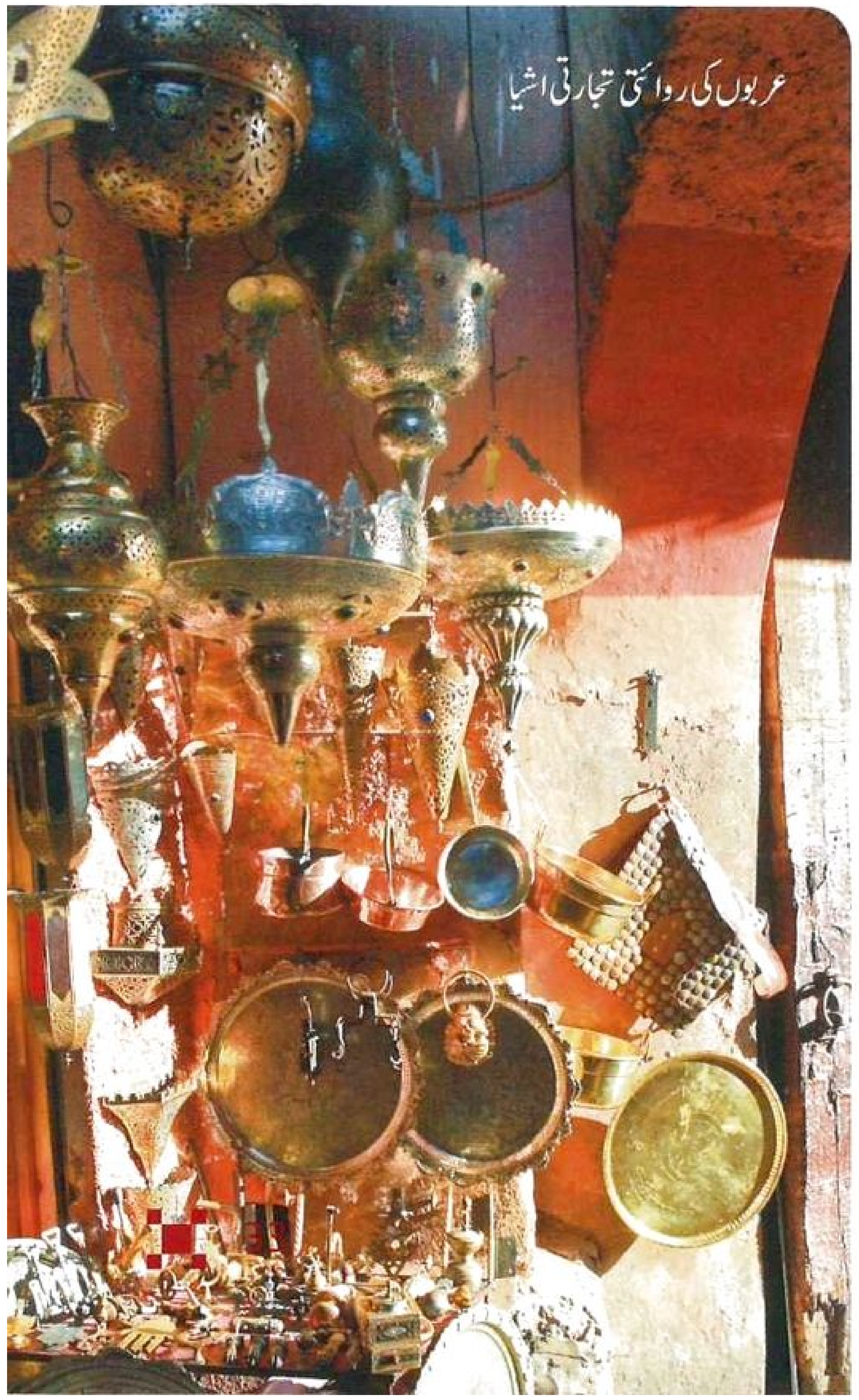
عربوں کی روایتی تجارتی اشیا

سردی کے موسم میں شام کے علاقے میں موسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

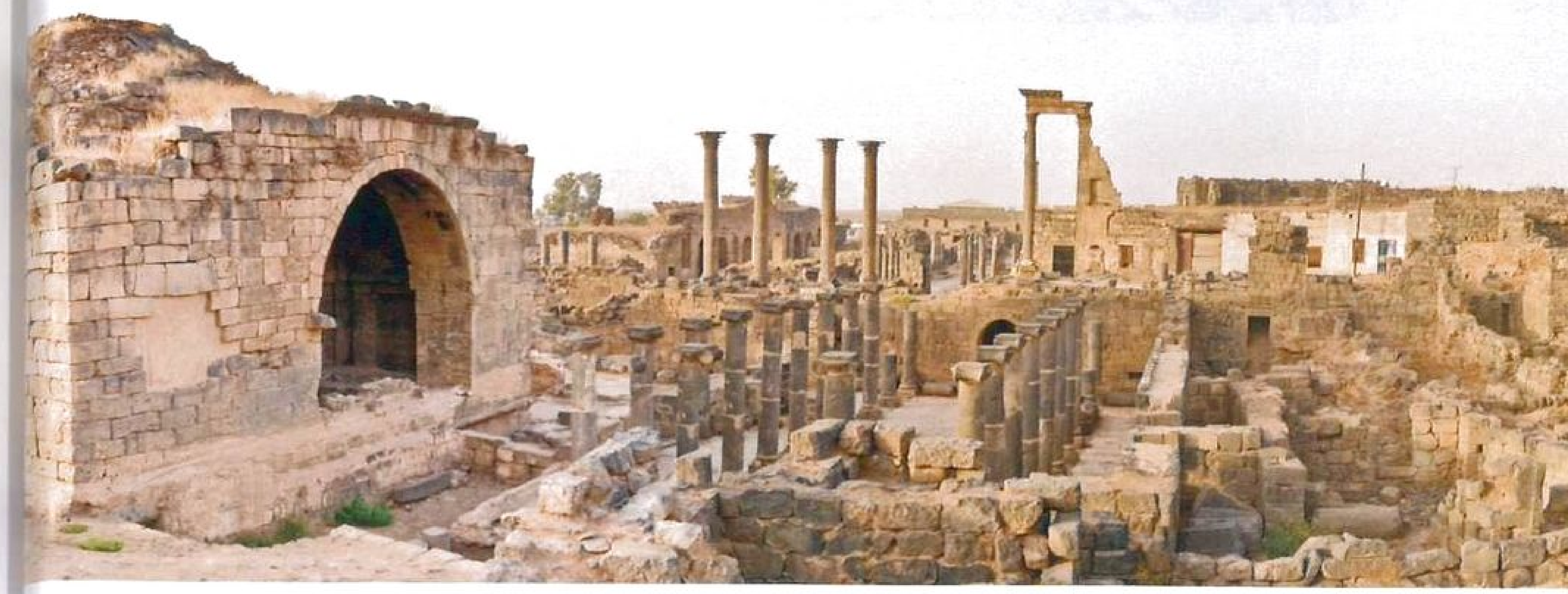

بہت سرد ہوتا اور برف باری بھی ہوتی، اس لیے قریش کے قافلے یمن کا رخ کرتے جہاں سردیوں میں موسم زیادہ ٹھنڈا نہ ہوتا تھا بلکہ یہاں کا موسم سردیوں میں خوشگوار رہتا تھا۔ سورۂ قریش میں اللہ رب العزت نے ﴿لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ﴾ کا جو ذکر فرمایا ہے، اس کا اشارہ انہیں تجارتی قافلوں کی طرف ہے جو سردیوں اور گرمیوں میں یمن وشام کا سفر کیا کرتے تھے۔

تجارت عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ جو امیر تھے وہ عام لوگوں کو مضاربت کی بنیاد پر سرمایہ دے دیتے اور وہ اس سے تجارت کرتے۔ جو منافع ہوتا وہ طے شدہ معاہدے کی بنیاد پر آپس میں تقسیم کرلیا جاتا۔ اس دور میں عورتیں بھی کاروبار کیا کرتی تھیں، چنانچہ سیرت نگاروں کے مطابق سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کاروبار خاصا پھیلا ہوا تھا۔ خاتون ہونے کے ناطے وہ خود تو قافلوں میں شامل نہ ہوسکتی تھیں مگر وہ بڑے بڑے تاجروں کو مضاربت کے اصولوں کے مطابق اپنا مال دے دیتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں خوب برکت دے رکھی تھی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نہایت سمجھدار خاتون تھیں اور ایک اچھے سمجھدار تاجر کی طرح وہ بھی اس تلاش میں رہتیں کہ انہیں کوئی ایماندار اور سمجھدار شریکِ کار مل جائے جو ان کے لیے کاروبار کرے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی مبارک زندگی کا آغاز اس طرح کیا کہ کچھ عرصہ بکریاں چرائیں اور پھر اپنے رشتہ داروں اور چچاؤں کی طرح آپ ﷺ نے بھی تجارت شروع کردی۔

ایماندار اور بااصول تاجر

اللہ کے رسول ﷺ کی عمر مبارک تقریباً بیس، بائیس سال کی ہوئی ہوگی کہ آپ ﷺ کی پہچان ایک ایماندار اور بااصول تاجر کے طور پر ہونے لگی۔ وہ شخصیت جس نے بعد میں تمام کائنات کی رہنمائی کرنی تھی شروع دن ہی سے نہایت بااصول تھی۔

آپ ﷺ کی زندگی نبوت سے پہلے بھی انتہائی پاکیزہ تھی۔ کاروبار میں تاجر اگر سچا اور امین ہو تو اسے ہر کوئی پسند کرتا ہے اور اس کے ساتھ کاروبار کرنا اپنے لیے باعث شرف سمجھتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں صرف آپ ﷺ کی شخصیت تھی جو صادق اور امین کے نام سے معروف تھی۔

طبقات ابن سعد میں آپ ﷺ کی شخصیت کی جھلک ان خوبصورت الفاظ میں پیش کی گئی ہے:

محمد ﷺ نے جب عالم شباب میں قدم رکھا تو آپ ﷺ انسانیت اور مروت کے اعتبار سے اپنی قوم میں سب سے زیادہ ممتاز، اخلاق میں سب سے اعلیٰ، میل جول میں سب سے زیادہ فرحت بخش، ہمسائیگی میں سب سے زیادہ کریم اور خوشگوار، حلم وتحمل کا پیکر مجسم، گفتگو میں صادق اور راست گو، فحش گوئی اور ایذا رسانی سے کوسوں دور بھاگنے والے، بردباری میں بے مثال، تواضع اور منکسر المزاجی میں باکمال، ہر ایک کے ہمدرد وخیر خواہ، وعدے کے پکے اور انتہا درجے کے امانت دار تھے، گویا کہ اللہ رب العزت نے ان کی ذات میں تمام امور صالحہ اور اخلاق فاضلہ مرتکز کردیے تھے۔ اس بنا پر قوم نے آپ ﷺ کو الأمین کے معزز، بلند اور اعلیٰ لقب سے نوازا۔ [1]

[1] الطبقات لابن سعد: 121/1.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن سعد کی گواہی:

قارئین کرام! علامہ ابن سعد نے گویا الأمین کی تعریف بتادی ہے کہ الأمین اسے کہتے ہیں جس میں مذکورہ بالا ساری صفات موجود ہوں، نہ کہ وہ جو صرف امانت دار ہو۔

کاروباری معاملات میں نرمی اختیار کرنا اور جھگڑا نہ کرنا بہت اعلیٰ صفت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے اندر یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے کہ جب وہ مدینہ طیبہ آئے اور اللہ کے رسول ﷺ سے ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پہچانتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں، آپ تو میرے شریکِ تجارت تھے، آپ کسی بات کو ٹالتے تھے نہ جھگڑا کیا کرتے تھے۔''[1]

[1] الأحاديث المختارة:9/379.

قیس بن سائب مخزومی کی گواہی:

اسی طرح قیس بن سائب مخزومی نے ان الفاظ میں آپ ﷺ کے بارے میں گواہی دی:
''آپ ﷺ زمانۂ جاہلیت میں میرے شریکِ تجارت تھے، آپ بہترین شریک تاجر تھے، کبھی جھگڑتے نہ کسی قسم کی بحث وتکرار کرتے۔''

اللہ کے رسول ﷺ کی مکی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ معاملات میں نہایت کھرے تھے۔ آپ ﷺ وعدے کے پابند تھے۔ جب کسی سے وعدہ کر لیتے تو اسے ہر حال میں پورا فرماتے۔ اس کی بہترین مثال عبداللہ بن ابی الحمساء کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ اس سے کوئی کاروباری معاملہ طے فرما رہے تھے کہ دوران گفتگو اسے کوئی کام یاد آ گیا۔ اس نے کہا: ''آپ میرے آنے تک یہاں ٹھہریں، میں واپس آتا ہوں'' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اچھا میں

تمہارا انتظار کرتا ہوں۔'' وہ وہاں سے گیا تو واپس آنا بھول گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اسی مقام پر تین روز تک اس کا انتظار فرماتے رہے۔ تیسرے دن اسے یاد آیا تو وہاں سے گزرا۔ اس نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ اسی جگہ اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو صرف اتنا فرمایا: ''عبداللہ! تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، میں تین روز سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔''[1]

[1] سنن أبي داود، حديث:4996. (ضعيف)

جس شخصیت کے اخلاق اس قدر اعلیٰ وارفع ہوں، جو معاشرے میں اس درجہ محبوب ومقبول ہو کہ اسے امین اور صادق کے نام سے یاد کیا جاتا ہو اس شخص کی عظمت اور وقار کے کیا کہنے ہیں۔ اعلیٰ اخلاق ایک ایسی خوشبو ہے جو چاروں طرف پھیل جاتی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ تو اعلیٰ ترین اخلاق کے مالک تھے۔ ہر مالدار شخص اپنے کاروبار کو بڑھاوا دینا چاہتا ہے۔ اسے ایماندار اور محنتی لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر دور میں ایسی عمدہ شخصیات کم ہی ہوتی ہیں مگر جو ہوتی ہیں ان کی معاشرے میں بہت قدر وقیمت ہوتی ہے۔

> ''اعلیٰ اخلاق ایسی خوشبو ہے جو چاروں طرف پھیل جاتی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ تو اعلیٰ ترین اخلاق کے مالک تھے''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی کسی ایسی ہی شخصیت کی تلاش میں تھیں، جو ایماندار ہو، سچی ہو اور اعلیٰ اخلاق وکردار کی مالک ہو۔ انہیں جب یتیم مکہ کے بارے میں مندرجہ بالا معلومات حاصل ہوئیں تو گویا انہیں گوہر مقصود میسر آ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام کا تجارتی سفر

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تجارت کے حوالے سے آپ کی شہرت سنی تو آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر آپ میرا مالِ تجارت لے کر شام جائیں تو آپ کو میں دوسروں کی نسبت دو گنا منافع دوں گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس پیغام کو قبول فرمالیا۔ روایات کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے، جنہیں ابھی تک نبوت نہیں ملی تھی، گھر آکر چچا سردار ابو طالب سے بھی اس کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا۔[1]

① الطبقات لابن سعد:130,129/1.

سردار ابو طالب کا مشورہ:

بعض سیرت نگاروں نے یہ بھی لکھا ہے کہ خود ابو طالب نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا: اس وقت تمہاری قوم کا قافلہ شام جانے کے لیے تیار ہے اور خدیجہ (رضی اللہ عنہا) قریش کے آدمیوں کو اپنا سرمایہ دے کر تجارت کے لیے بھیج رہی ہے، اگر آپ بھی خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے شام جانے کی خواہش کا اظہار کریں تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی طہارت نفس، معاملات کی صداقت اور دیانت کی وجہ سے وہ آپ کو دوسروں پر ترجیح دیں گی۔ گو میں آپ کو شام کے لمبے سفر پر بھیجنا تو نہیں چاہتا مگر حالات کی مجبوری کے باعث ایسا کرنا ضروری ہو گیا ہے اور اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ اس طرح آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے۔[1]

① الطبقات لابن سعد:129/1، دلائل النبوة لأبي نعيم:172/1.

نبوت کی نشانیاں اور نسطورا راہب کا انکشاف:

جب اللہ کے رسول ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر شام کے شہر بُصری روانہ ہوئے تو اس سفر میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی، جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تجارتی امور کی دیکھ بھال بھی کیا کرتا تھا اور ان کے ہاں قابل اعتماد بھی تھا، آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔[1] وہ آپ ﷺ کی خدمت پر مأمور تھا اور آپ ﷺ کے روز و شب کا بڑی عمیق نگاہوں سے مشاہدہ بھی کر رہا تھا۔ صادق و مصدوق ''محمد'' ﷺ اپنے قول و فعل میں یکتا تھے۔ اگر آپ کسی شخص کے بارے میں جاننا چاہیں کہ اس کا کردار و اخلاق کیسا ہے تو اس کے ساتھ سفر کریں۔ دوران سفر آپ خوب جان جائیں گے کہ وہ کس قسم کی شخصیت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا اخلاق تو سبحان اللہ! مقام نبوت پر فائز ہونے سے پہلے بھی کائنات میں سب سے اعلیٰ و ارفع تھا، چنانچہ دوران سفر اس نے جن خرقِ عادت واقعات و کرامات کا مشاہدہ کیا ان میں ایک واقعہ یہ بھی تھا کہ جب اللہ کے رسول ﷺ بصری پہنچے تو ایک درخت کے سائے میں فروکش ہوئے۔ وہاں قریب ہی نسطورا نامی ایک راہب رہتا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو کہا: اس درخت کے نیچے آج تک نبی کے سوا کوئی شخص نہیں ٹھہرا، پھر اس نے میسرہ سے پوچھا: ''کیا ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں؟'' میسرہ نے کہا: جی ہاں! یہ تو ہر وقت آپ ﷺ کی آنکھوں میں رہتے ہی ہیں۔ وہ کہنے لگا: ''یاد رکھو یہ نبی ہیں، آخری نبی!۔''[2]

> ”یاد رکھو
> یہ نبی ہیں،
> آخری نبی۔۔“

① الطبقات لابن سعد:130/1. ② دلائل النبوة لأبي نعيم:173/1.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میسرہ دیکھتا تھا کہ سخت دھوپ میں دو فرشتے آپ ﷺ کے سر پر سایہ کیے رہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ عین دوپہر کے وقت واپس مکہ پہنچے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ منظر خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

یہ قصہ بھی منقول ہے کہ قبل از بعثت رسول اللہ ﷺ کا ایک آدمی کے ساتھ کسی سودے میں اختلاف ہوگیا۔ اس نے کہا: آپ لات وعزیٰ کی قسم کھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(مَا حَلَفْتُ بِهِمَا قَطُّ، وَإِنِّي لَأَمُرُّ بِهِمَا فَأُعْرِضُ عَنْهُمَا)

’’میں نے کبھی ان کی قسم نہیں کھائی بلکہ میں تو ان کے پاس سے گزرتے وقت منہ پھیر لیا کرتا ہوں۔‘‘

وہ آدمی میسرہ سے کہنے لگا: ’’اللہ کی قسم! یہ شخص نبی ہے۔ ہمارے علماء اس کے اوصاف اپنی کتابوں میں لکھے ہوئے پاتے ہیں۔‘‘ یہ بھی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس تجارتی سفر میں دوسرے لوگوں کی نسبت دوگنا نفع حاصل ہوا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو دوسروں کی نسبت

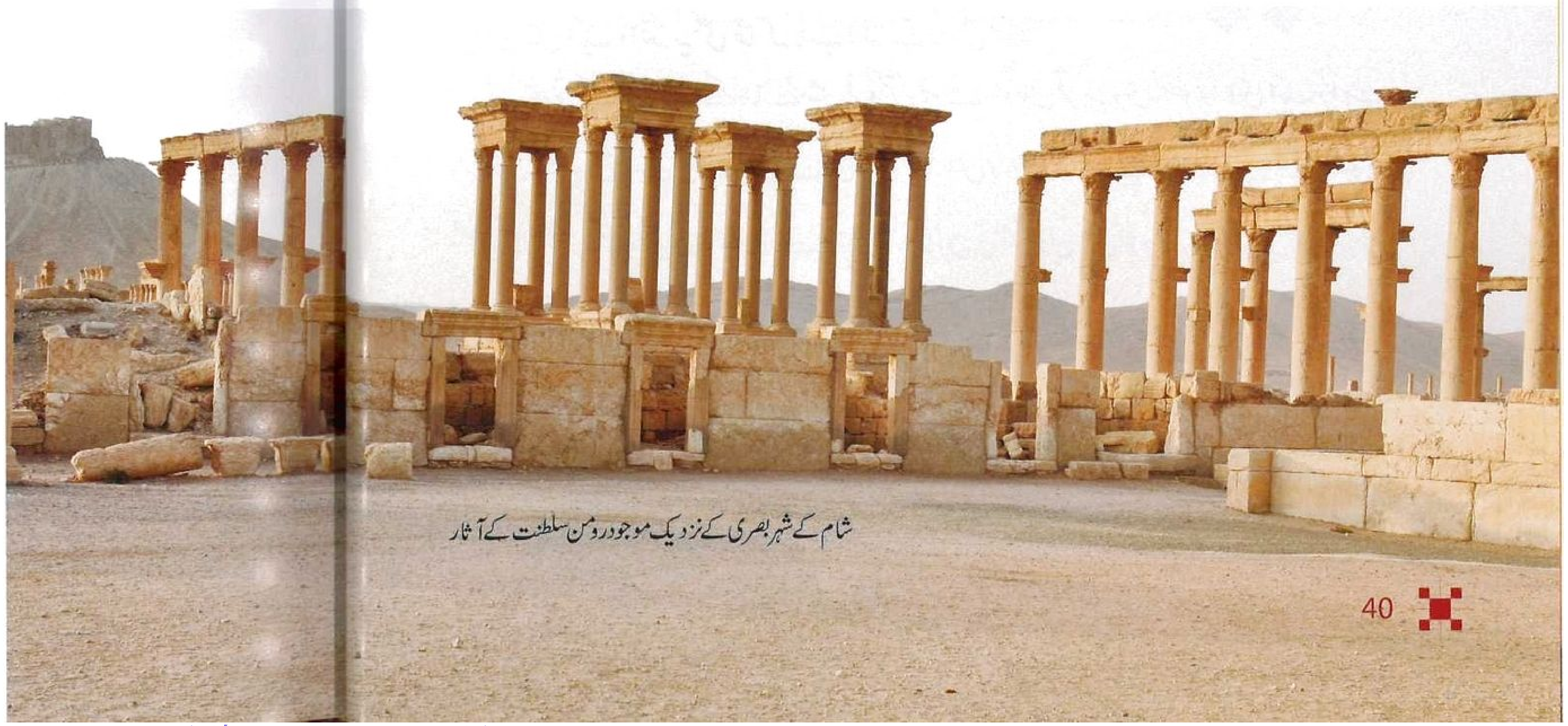

شام کے شہر بصری کے نزدیک موجود رومن سلطنت کے آثار

چار گنا حصہ دیا، حالانکہ وعدہ عام تاجروں سے دوگنے منافع کا تھا مگر انہوں نے اس دوگنے کو مزید دوگنا کر دیا۔[1]

[1] الطبقات لا بن سعد:130/1.

ورقہ بن نوفل کی گواہی:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل سے نسطورا راہب کا انکشاف بیان کیا جو میسرہ نے اس سے سنا تھا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے علاوہ کبھی کوئی شخص نہیں ٹھہرا۔ مزید برآں ان سے فرشتوں کے سایہ کرنے کا بھی ذکر کیا تو ورقہ بن نوفل کہنے لگے: ’’خدیجہ! اگر یہ باتیں سچی ہیں تو محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہوں گے۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ اس امت میں ایک نبی آنے والا ہے جس کا انتظار ہو رہا ہے۔ اب اس نبی کا زمانہ آچکا ہے۔‘‘[1]

[1] السيرة لابن هشام:192,191/1.

مسند بزار اور طبرانی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دوسرے آدمی کو شامل کر کے تجارتی شراکت کی تھی۔ جب دونوں سفر سے واپس آئے اور حساب کتاب کیا گیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے ذمے ان کا کچھ مال نکلتا تھا۔ دوسرا تاجر تو اکثر ان کے گھر جاتا اور ان سے اپنی رقم کا مطالبہ کرتا۔ وہ آپ ﷺ سے بھی اسی طرح تقاضا کرنے کو کہتا تو آپ ﷺ یہ عذر پیش کرتے کہ مجھے شرم آتی ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے یہ بات خدیجہ کو بتائی تو انہیں آپ ﷺ کی یہ عالی ظرفی بھا گئی۔[1]

[1] المعجم الكبير للطبراني: 209/2.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے

پیامِ نکاح

اور رسول اللہ ﷺ کی آمادگی

میسرہ سے یہ باتیں سن کر اور ورقہ کی تصدیق و تائید سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور عظمت و جلالت کا یقین پختہ ہو گیا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے شادی کا قطعی فیصلہ کر لیا، چنانچہ سفر شام سے واپسی کے تین ماہ بعد انہوں نے اپنی سہیلی نفیسہ بنت امیہ رحمہا اللہ کو اس پیش کش کا پیام دے کر آپ ﷺ کے ہاں بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ بھی راضی ہو گئے۔ اس طرح یہ مبارک شادی انجام پائی۔

اس سلسلے میں بہت سی ایسی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود ہی آپ ﷺ کو شادی کا پیغام اپنی گہری دوست نفیسہ بنت امیہ رحمہا اللہ کے ذریعے بھجوایا تھا۔ اس دور کے عرب معاشرے میں عورتوں کا اپنی شادی کا پیغام خود بھجوانا کوئی معیوب یا تعجب والی بات نہ تھی۔ آپ ﷺ ان دنوں اپنے چچا سردار ابو طالب ہی کے گھر میں

> "نفیسہ نے آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر کچھ تعریفی کلمات ادا کئے اور کہا: آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقیم تھے کہ ایک روز نفیسہ گھر میں داخل ہوئی اور سردار ابوطالب کی اہلیہ کو سلام پیش کیا۔ آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر کچھ تعریفی جملے ادا کیے اور کہنے لگی: ''آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟'' آپ نے نفیسہ کو وہی جواب دیا جو اکثر لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی میرے پاس شادی کے لیے مناسب مال و دولت نہیں۔ جب مال میسر ہوگا تو ضرور شادی کر لوں گا۔'' نفیسہ کو غالباً اسی جواب کی توقع تھی۔ اس نے کہا: ''کسی دولت مند خاتون سے شادی کیوں نہیں کر لیتے جو شرف و منزلت اور خاندانی اعتبار سے بھی نہایت اونچے گھرانے سے تعلق رکھتی ہو؟'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''ایسی عورت کون ہے جو ایک کم مال والے شخص سے شادی کرنے کے لیے تیار ہو؟'' نفیسہ نے فوراً کہا:

''خدیجہ بنت خویلد۔''

① انھیں نفیسہ بنت مُنیہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی والدہ کا نام مُنیہ بنت جابر بن وہب تھا۔ دیکھیے: الإصابة: 336/8.

آپ ﷺ نے قدرے غور کیا اور سوچا کہ خدیجہ سے رشتے داری کا تعلق تو پہلے ہی سے موجود ہے۔ قریش کا گھرانہ تو اصل میں ایک ہی تھا۔ سردار قصی پر جا کر بنو ہاشم اور بنو اسد آپس میں مل جاتے تھے۔ یوں بھی آپ کی حقیقی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی شادی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد سے ہو چکی تھی۔ جہاں تک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت اور نیک نامی کا تعلق ہے تو وہ نہایت مدبر اور زیرک خاتون تھیں۔ ان کی ظاہری خوبصورتی اور خوب سیرتی کی بھی پورے مکہ میں دھوم تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی آمادگی کا اظہار فرما دیا۔①

① الطبقات لابن سعد: 131/1.

''بنو ہاشم اور بنو اسد قریش کے سردار قصی پر جا کر مل جاتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی پر آمادگی ظاہر کر دی''

سیرت نگاروں نے اس شادی کے حوالے سے جو تفاصیل لکھی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خود بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام بھیجا۔ اس وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد وفات پا چکے تھے، البتہ چچا عمرو بن اسد زندہ تھے۔ بعد میں جب شادی کی بات طے ہو گئی تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ولی وہی بنے تھے۔ ان کو جب اس رشتے کے بارے میں بتایا گیا تو انھوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔①

① الطبقات لابن سعد: 132/1.

اللہ کے رسول ﷺ نے جب اپنے چچاؤں کو اس فیصلے سے مطلع کیا تو انھوں نے بھی اس پر اپنی موافقت اور خوشی کا اظہار کیا۔ بنو ہاشم کے لوگ خوشی خوشی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر روانہ ہوئے۔ نمایاں شخصیات میں آپ ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہما اور سردار ابوطالب شامل تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کے جو نمایاں افراد اس تقریب میں موجود تھے ان میں ورقہ بن نوفل، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد، بھائی عمرو بن خویلد، بھتیجا حکیم بن حزام اور خاندان کی بعض خواتین شامل تھیں۔① کہا جاتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس مبارک موقع پر موجود تھے۔

① السيرة الحلبية: 227/1.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلسِ نکاح میں سردار ابوطالب اور ورقہ بن نوفل کا خطبہ

نکاح کی اس مجلس میں سردار ابوطالب نے بڑا خوبصورت خطبہ پڑھا۔ انہوں نے اس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے انہیں ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے پیدا کیا اور بیت اللہ کی تولیت کا شرف بخشا، پھر انہوں نے اپنے بھتیجے محمد بن عبداللہ (ﷺ) کی تعریف کرتے ہوئے ان کے فضل، حلم، امانت، دیانت، شرافت اور عقل وفراست کا ذکر کیا۔ ان کا کہنا تھا: ''اگر چہ میرے اس بھتیجے کے پاس مال و دولت زیادہ نہیں مگر دولت کا کیا ہے وہ تو ڈھلتا ہوا سایہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے حق مہر کا اعلان کیا۔'' اس طرح کے تعریفی جملے کہنے کے بعد جب وہ بیٹھے تو ورقہ بن نوفل اٹھے۔ ایک روایت کے مطابق یہ نکاح انہوں نے پڑھایا۔ انہوں نے بنو ہاشم کے فضل و شرف اور کرم و سخاوت کا اعتراف کیا اور مقررہ مہر پر اس مبارک جوڑے کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیا۔ [1] مہر کی یہ مقدار بیس اونٹ تھی۔ [2] بعض روایات کے مطابق یہ مقدار پانچ سو درہم تھی۔ [3]

> اس مبارک جوڑے کا مہر بیس اونٹ اور بعض روایات کے مطابق پانچ سو درہم مقرر کیا گیا

① تاريخ اليعقوبي: 2/ 14. ② السيرة لابن هشام: 1/ 191. ③ سبل الهدى: 2/ 165.

شادی کے وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس اور آپ ﷺ کی عمر پچیس برس تھی۔ یہ تقریب بعثت نبوی سے پندرہ برس پیشتر منعقد ہوئی تھی۔ واقعۂ فیل کو اس وقت پچیس برس بیت چکے تھے۔ نکاح کے بعد آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے آئے اور وہیں قیام پذیر رہے۔ [1]

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی رفاقت چوبیس برس تک قائم رہی اور اس دوران آپ ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ سیرت نگاروں نے یہ بھی لکھا ہے کہ نکاح کے بعد اونٹ ذبح کیے گئے اور ان کا گوشت فقراء میں تقسیم کیا گیا۔ شرکائے مجلس کی ضیافت بھی کی گئی۔ [2] سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے یہ مہمان نوازی کوئی تعجب یا اچنبھے کی بات نہیں۔ وہ نہایت مالدار خاتون تھیں اور مہمان نوازی عربوں کی گھٹی میں تھی۔

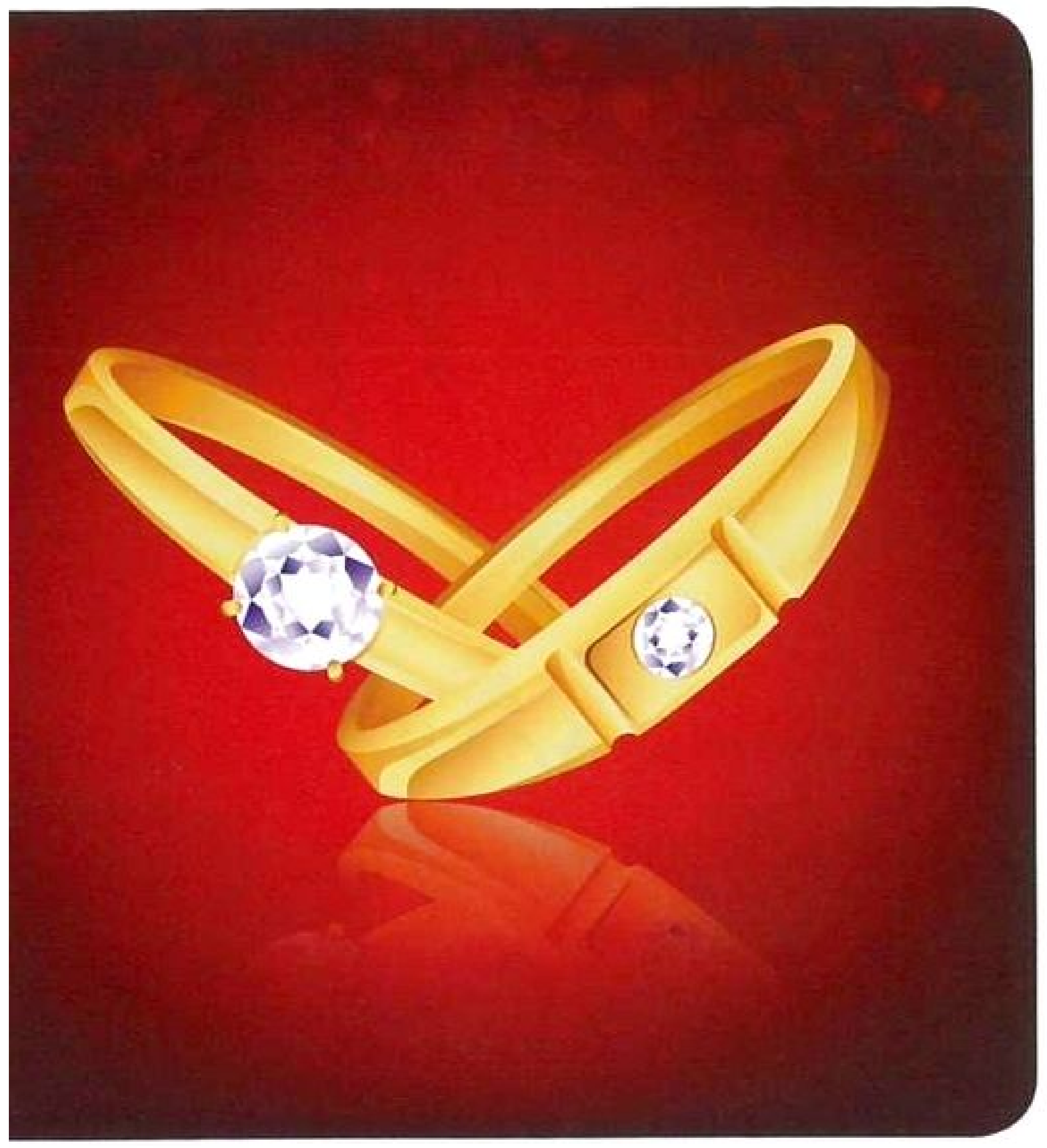

① أخبار مكة للأزرقي: 2/ 199. ② السيرة الحلبية: 1/ 227.

''نساء حول الرسول'' نامی کتاب کے مؤلف لکھتے ہیں: شادی کی اس تقریب میں دیگر مہمانوں کے علاوہ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں اور جب وہ واپس جانے لگیں تو اس مبارک جوڑے نے انہیں چالیس بکریوں کا تحفہ بھی دیا تھا۔ [1]

① نساء حول الرسول: 1/ 165.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکی معاشرے میں اِک نیا گھر

> کائنات کے سب سے افضل واعلیٰ گھرانے میں
> یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک
> اور رشتہ داروں کے حقوق کا بطور خاص خیال رکھا جاتا تھا

مکی معاشرے میں ایک نئے گھر کا اضافہ ہو چکا تھا۔ کائنات کا سب سے افضل واعلیٰ گھرانہ جس میں امن وسکون اور چین واطمینان کا دور دورہ تھا۔ اللہ نے انہیں مال و دولت سے تو نوازا ہی تھا۔ مگر انہیں ہر وقت ایسے لوگوں کی فکر دامن گیر رہتی تھی جو معاشرے میں سب سے زیادہ کمزور اور لاچار تھے۔ ایسے لوگوں کی مدد کی جاتی۔ یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا اور ان کی خفیہ اور علانیہ مدد کی جاتی۔ رشتہ داروں کے حقوق کا بطور خاص خیال رکھا جاتا تھا۔

اس گھر میں دو بچے بھی پرورش پا رہے تھے۔ ان میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند سے ایک بیٹی ہند بنت عتیق اور دوسرے خاوند سے ایک بیٹا ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ تھے۔ انہی کے نام سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام ہند تھی۔[1] یہ بچے اللہ کے رسول ﷺ کے ربیب تھے۔

[1] الإصابة: 8/100.

رسول اللہ ﷺ کی اولاد

> سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے
> ہاں قاسم کی ولادت
> کے بعد محمد ﷺ کو
> ابوالقاسم کی کنیت
> سے پکارا جانے لگا

شادی کے بعد جلد ہی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آنگن میں ایک پھول کھلا۔ سید ولد آدم کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ ان کا نام قاسم رکھا گیا۔ انہی کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں حضرت محمد ﷺ کو ابوالقاسم کی کنیت سے پکارا جانے لگا۔ ابھی قاسم چھوٹے ہی تھے کہ یہ پھول مرجھا گیا۔ سیرت نگاروں کے مطابق انہوں نے چلنا شروع کر دیا تھا۔ عمر کے اس حصے میں والدین کو بچوں کے ساتھ جو الفت ومحبت ہوتی ہے اس کے پیش نظر یقیناً باغ جنت کے اس پھول کے ساتھ آپ ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بے حد پیار تھا مگر اللہ تعالیٰ کی یہی مشیت تھی۔

تاریخ کے اوراق ہمیں قاسم کے حالات زندگی سے آگاہ نہیں کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر یہ بات یقینی ہے کہ ان کی اس دنیا میں تشریف آوری سے سیدہ خدیجہ ؓ اور آپ ﷺ کو بے پناہ مسرت ہوئی ہوگی۔

قاسم کی وفات کے بعد چند برسوں ہی میں وقفے وقفے سے سیدہ خدیجہ ؓ کے ہاں چار بیٹیاں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم، سیدہ فاطمہ اور ایک بیٹا عبد اللہ ؓ جن کا لقب طیب اور طاہر تھا پیدا ہوئے۔ سیدہ خدیجہ ؓ کی تمام اولاد کی دایہ کا نام سلمیٰ تھا۔ کتب سیرت میں مذکور ہے:

(وَكَانَتْ تَسْتَرْضِعُ لِوَلَدِهَا تُعِدُّ ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تَلِدَ)

''سیدہ خدیجہ ؓ کا معمول تھا کہ وہ دایہ سے اپنے بچوں کو دودھ پلواتی تھیں اور بچے کی ولادت سے قبل ہی دایہ کو تیار کر لیتی تھیں۔'' [1]

> سیدہ زینب ؓ کے اس دنیا میں آنے کے بعد گھر میں اور زیادہ خوشحالی آ گئی، مساکین و محتاج خالی ہاتھ آتے اور دامن بھر کے لے جاتے

① الإصابة: 602/7 حرف الخاء المعجمة.

سیدہ خدیجہ ؓ کا گھرانہ ایک سعادت مند گھرانہ تھا۔ سیدہ زینب ؓ بنت محمد ﷺ کے اس دنیا میں آنے کے بعد گھر کی رونقیں ایک مرتبہ پھر بحال ہوگئی تھیں۔ گھر میں پہلے سے زیادہ خوشحالی آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا نوازا کہ اس سے باقی ماندہ لوگوں کی ضروریات بھی پوری ہونے لگیں۔ فقراء، مساکین اور محتاج سبھی آتے اور ان کی ضروریات پوری کی جاتیں۔ وہ خالی ہاتھ آتے اور واپسی پر ان کے دامن بھرے ہوئے ہوتے۔ سیدہ خدیجہ ؓ نے اپنی ساری دولت اپنے حبیب ﷺ کے لیے وقف کر دی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک منفرد تحفہ

حکیم بن حزام سیدہ خدیجہ ؓ کے بھتیجے تھے۔ ایک مرتبہ طائف میں تھے۔ وہاں غلاموں کی منڈی لگی ہوئی تھی۔ یہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ ایک نوعمر لڑکا ''زید'' انہیں بھا گیا۔ زید کی شکل وصورت، عادات اور اخلاق واطوار کسی طور بھی غلاموں جیسے نہ تھے۔ سودا کیا، زید کو لے کر مکہ آئے اور اسے اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ ؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہ نوعمر لڑکا اس عظیم گھرانے میں پلتا رہا۔ شادی کے بعد سیدہ خدیجہ ؓ نے زید ؓ کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ [1]

① تاریخ دمشق :243/21.

اس نوجوان میں کچھ صفات ایسی تھیں کہ جن کی بنا پر آپ ﷺ کو اس سے غیر معمولی محبت وانس پیدا ہو گیا۔ ادھر زید ؓ کا والد حارثہ اپنے بھائی کے ساتھ اپنے بیٹے کو تلاش کرتا ہوا مکہ مکرمہ آ پہنچا۔ وہ اپنے ساتھ مال و دولت لے کر آیا۔ اس نے ایک دن سیدہ خدیجہ ؓ کا دروازہ کھٹکھٹایا، آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو اس نے اپنی آمد کا مدعا بیان کرتے ہوئے عرض کیا: میں زید کا والد ہوں۔ آپ جتنا مال چاہیں لے لیں مگر میرا بیٹا واپس کر دیں۔ ادھر مکارم اخلاق کی انتہا تھی۔ ارشاد فرمایا: مال ودولت

> زید کی شکل وصورت، عادات اور اخلاق واطوار کسی طور بھی غلاموں جیسے نہ تھے۔۔۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

> ”زید ؓ کو اپنے ہمراہ لیا اور کعبۃ اللہ میں جا کر اعلان کیا: آج سے زید غلام نہیں، میرا بیٹا ہے“

کی بات نہیں، تم اپنے بیٹے سے پوچھ لو اگر وہ مجھے چھوڑ کر جانا چاہتا ہے تو لے جاؤ مجھے کوئی مال نہیں چاہیے، لیکن اگر وہ میرے پاس رہنا چاہے تو میں زبردستی اسے اپنے سے دور نہیں کروں گا۔ حارثہ کہنے لگا: آپ نے تو انصاف سے بھی بڑھ کے بات کر دی، چنانچہ جب زید ؓ سے پوچھا گیا کہ وہ محمد ﷺ کے پاس رہنا چاہتا ہے یا اپنے والد کے ساتھ جانا چاہتا ہے تو اس نے کہا: جس شخصیت کے پاس میں رہ رہا ہوں اس میں ایسی غیر معمولی خوبیاں ہیں کہ ان کی شفقت اور محبت والدین سے بھی بڑھ کر ہے، لہٰذا میں مکہ ہی میں آپ ﷺ کے پاس رہنا پسند کروں گا۔ والد اور چچا یہ غیر متوقع جواب سن کر ہکا بکا رہ گئے۔ انہوں نے کہا: زید! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم غلامی کو آزادی پر فوقیت دے رہے ہو؟ مگر زید ؓ نے کہا: میں نے خوب سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے اور اپنے فیصلے کو برقرار رکھا۔ آپ ﷺ کو بھی سیدہ خدیجہ ؓ کے دیے ہوئے اس انمول تحفے پر اس قدر پیار آیا کہ زید ؓ کو اپنے ہمراہ لیا اور حرم پاک میں کعبۃ اللہ کے سائے میں جا کر اعلان فرمایا: آج سے زید (ؓ) میرا غلام نہیں، بیٹا ہے۔ یہ مجھ سے وراثت پائے گا اور میں اس کا وارث بنوں گا۔[1]

آپ ﷺ نے زید ؓ کی شادی ان کی خواہش پر اپنے گھر کی سب سے معتمد لونڈی اور آپ ﷺ کو گود کھلانے والی ام ایمن ؓ سے کر دی۔ زید ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا تھا کہ جو شخص کسی جنتی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو وہ ام ایمن سے شادی کر لے۔ اس سعادت مند جوڑے سے اسلامی تاریخ کے سب سے کم عمر کمانڈر اسامہ بن زید ؓ پیدا ہوئے۔ زید بن حارثہ ؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

---

① تاریخ دمشق الکبیر:244/21.

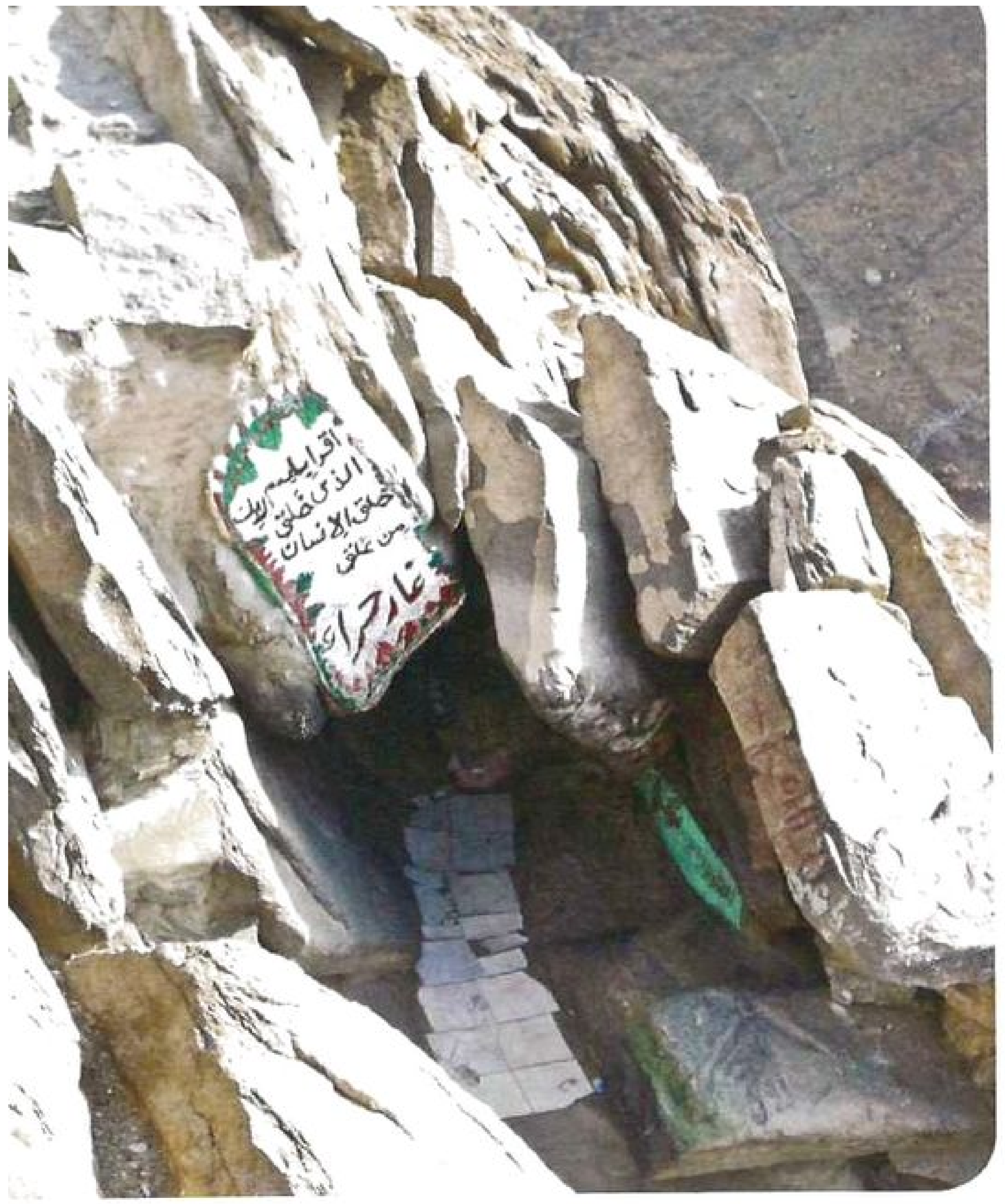

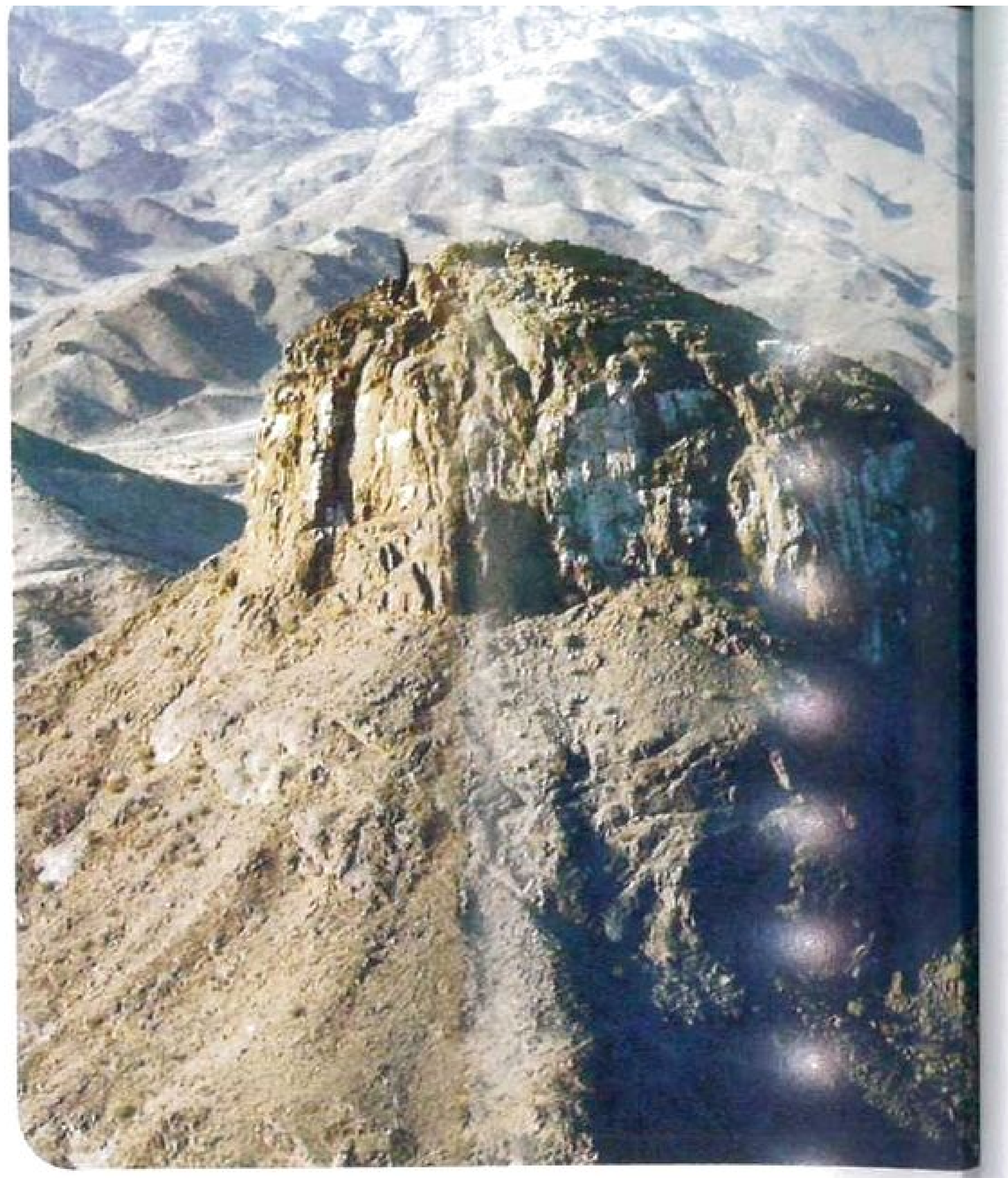

مکہ مکرمہ کے قریب جبل نور پر واقع غار حرا

اِک نئی منزل......

غارِ حرا اور اس عرصے میں سیدہ خدیجہ ؓ کا تعاون

آپ ﷺ گھر سے ستو اور پانی کا زادِ لے کر مکہ مکرمہ سے کم و بیش 3، 4 کلومیٹر کے فاصلے پر حرا نامی پہاڑ کے ایک غار میں تشریف لے جاتے۔ وہاں کئی کئی روز تک قیام پذیر رہتے۔ چھوٹا سا غار جس کا طول و عرض کوئی زیادہ نہ تھا۔

بعض اوقات سیدہ خدیجہ ؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتیں اور قریب ہی کسی جگہ بیٹھ جاتیں۔ آپ ﷺ وہاں پر عبادت کرتے۔ کائنات کے مشاہد اور اس کے پیچھے کارفرما قدرت نادرہ پر غور فرماتے، آنے جانے والے مسکینوں کو کھانا کھلاتے اور جب زاد ختم ہو جاتا تو آپ ﷺ واپس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر تشریف لے جاتے۔سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچیاں آپ ﷺ کا استقبال کرتیں۔آپ ﷺ گھر کے ضروری کام سرانجام دیتے، مزید اشیاء ہمراہ لیتے اور پھر غار کا رخ فرما لیتے۔[1] اس دوران بچیوں کی دیکھ بھال، ان کی پرورش اور تربیت کی ذمہ داری سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے لے رکھی تھی۔ انہوں نے اس ذمہ داری کو نہایت احسن انداز میں سرانجام دیا۔اس زمانے میں بچیوں کی شادی جلد کر دی جاتی تھی۔ بچی ذرا بڑی ہوتی تو اس کی نسبت یا نکاح ہو جاتا اور جیسے ہی بالغ ہوتی اس کی رخصتی کر دی جاتی۔سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن کا نام سیدہ ہالہ رضی اللہ عنہا تھا۔جن کے ایک بیٹے سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ تھے۔ بہنوں کا آپس میں پیار ایک فطری چیز ہے اور ان کی خواہش بھی ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسری کے ساتھ اپنے رشتوں کو مزید پختہ اور گہرا کریں۔سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ذرا بڑی ہوئیں تو ایک دن سیدہ ہالہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے انہیں اپنے بیٹے ابوالعاص کے لیے مانگ لیا۔

"آپ ﷺ غار میں عبادت کرتے، کائنات کے مشاہدہ اور اسکے پیچھے کارفرما قدرت پر غور فرماتے، بعض اوقات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ ہوتیں"

[1] شرح الزرقاني:392/1.

ابوالعاص بن ربیع قریشی اور مکہ مکرمہ کے مشہور تاجروں میں سے تھے۔یہ نہایت شریف النفس انسان تھے۔(ان کے تفصیلی حالات ہم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی قلم بند کرتے ہوئے بیان کریں گے۔ان شاءاللہ)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے اپنی بہن کی اس رغبت کا ذکر کیا کہ وہ زینب (رضی اللہ عنہا) کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں تو آپ ﷺ نے اس پر اپنی موافقت کا اظہار کر دیا۔اس کے بارے میں سیرت

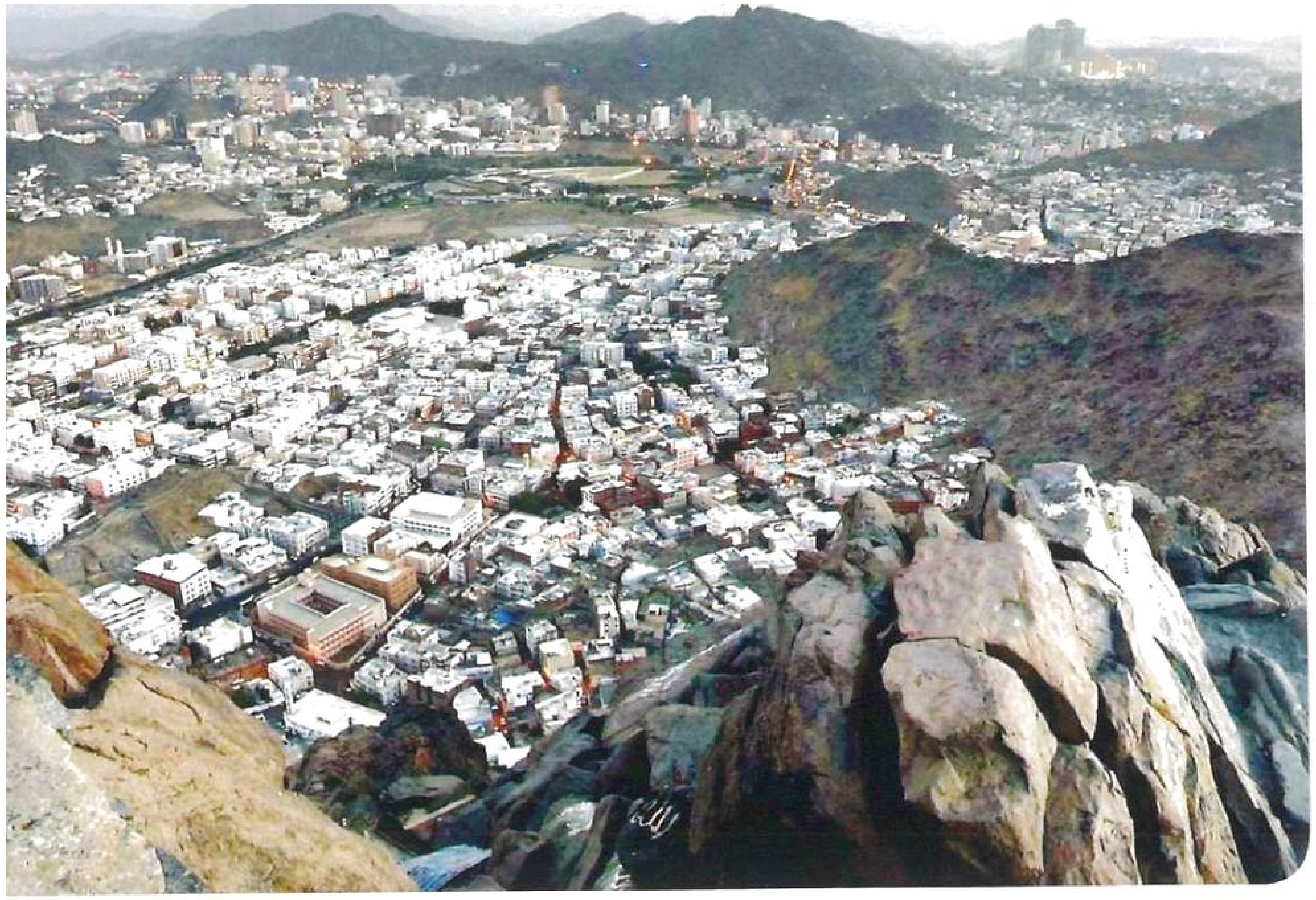

شام کے وقت غار حرا سے مکہ شہر کا نظارہ تصویر میں حرم مکی بھی دیکھا جا سکتا ہے

نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ بعثت نبوی سے دس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ بعثت کے بعد ان کی رخصتی عمل میں آئی اور یہ اپنے خاوند ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئیں۔ایک ماں کے لیے اس سے بڑی اطمینان بخش کوئی چیز نہیں ہوتی کہ اس کا داماد خوبصورت اور خوب سیرت ہو۔اعلیٰ گھرانے سے تعلق رکھتا ہو۔بیٹی اور داماد میں مثالی محبت ہو۔ ہر چند کہ سردار ابوالعاص بن ربیع نے بہت بعد میں اسلام قبول کیا مگر دونوں میاں بیوی میں مثالی محبت تھی۔یہی وجہ ہے کہ ابوالعاص نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب ہجرت کر کے مدینہ چلی گئیں تو ان سے کئی سال جدائی رہی مگر اس شریف النفس انسان نے دوسری شادی نہیں کی۔

ابولہب اللہ کے رسول ﷺ کا چچا تھا۔اس نے اپنے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے لیے سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگ لیا۔چنانچہ ان دونوں صاحبزادیوں کا نکاح ان سے کر دیا گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی اور یہ دونوں ابھی تک والدین کے گھر ہی میں تھیں۔ جہاں تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تعلق ہے تو بعثت نبوی کے وقت ان کی عمر بہت کم تھی۔ آپ ﷺ کے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب طیب اور طاہر تھا، بعثت کے بعد پیدا ہوئے اور چھوٹی عمر ہی میں وفات پا گئے تھے۔ ان کا ذکر بھی ہم آگے چل کر کریں گے۔

اوپر کے سارے حالات و واقعات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک بڑی بھر پور زندگی گزار رہی تھیں۔ گھر کا ماحول بہت عمدہ اور مثالی تھا۔ اولاد کی تربیت نہایت اعلیٰ معیار پر انجام پا رہی تھی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی دولت کی کبھی پروا نہ کی۔ یہ دولت پوری طرح رسول اللہ محمد ﷺ کے تصرف میں تھی۔ ادھر اللہ رب العزت خیر البشر، سید ولد آدم کو ایک بہت بڑی ذمہ داری کے لیے تیار کر رہا تھا۔ تین سال کا عرصہ آپ ﷺ نے خلوت میں گزارا۔ آپ ﷺ کا غار حرا تشریف لے جانا، وہاں یک سو ہو کر عبادت کرنا اور آسمان و زمین کی خلقت پر غور کرنا اسی وقت ممکن تھا جب گھر کے معاملات بڑے عمدہ طریقے سے چل رہے ہوں اور گھریلو معاملات میں کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہو۔

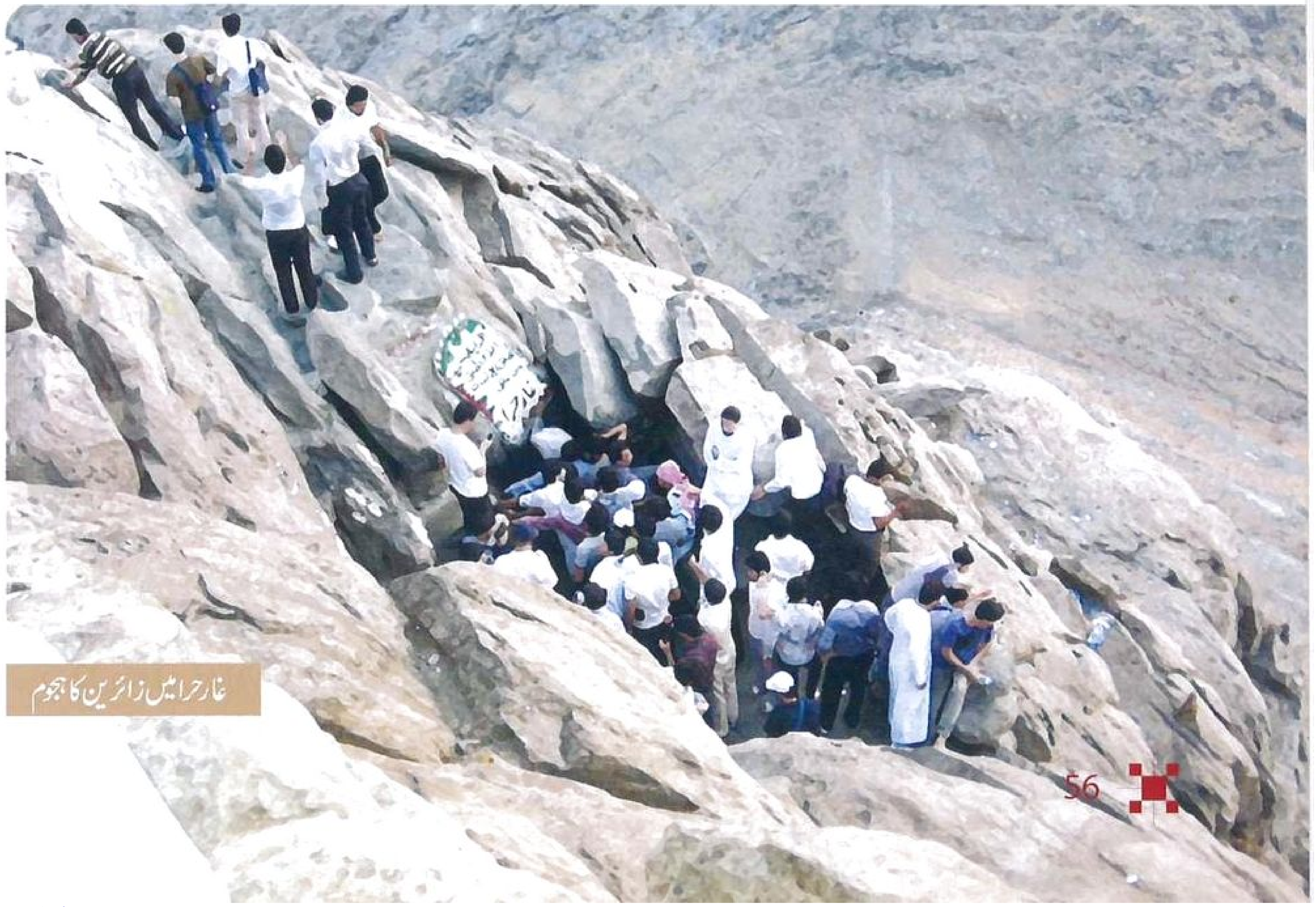

غار حرا میں زائرین کا ہجوم

محمد ﷺ

بعثت سے قبل

اشارات نبوت

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی...... اور یہی پیغمبروں کی بعثت کی عمر ہے...... تو آثار نبوت جگمگانا شروع ہو گئے۔ یہ آثار سچے خواب تھے۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے سچا ہو جاتا اور جس طرح آپ ﷺ دیکھتے اسی طرح پورا ہو جاتا۔[1] اس حالت میں چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا۔

[1] صحيح البخاري، حديث:6982.

> ”آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے سچا ہوتا اور جس طرح دیکھتے اسی طرح پورا ہو جاتا تھا“

ڈاکٹر مہدی رزق اللہ اپنی تالیف لطیف ”سیرت نبوی“ کے صفحہ 224 پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہوتا، پھر آپ ﷺ و تنہائی بہت عزیز رہنے لگی۔ آپ ﷺ غار حرا میں خلوت گزیں رہتے تھے۔ گھر واپس آنے سے پہلے کئی راتیں عبادت میں گزار دیتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی مدت قیام کے لیے کھانے پینے کا سامان لے جاتے، پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آجاتے، پھر اگلے ایام کے لیے کھانے پینے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامان لیتے اور غار حرا چلے جاتے۔ ایک دن آپ ﷺ غار حرا میں تھے کہ اچانک آپ ﷺ کے پاس ''پیغام حق'' آپہنچا۔[1]

[1] صحيح البخاري، حديث:6982.

حدیث پاک میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ، إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ)

''میں مکہ میں ایک پتھر کو جانتا ہوں، وہ بعثت سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا، میں آج بھی اسے پہچانتا ہوں''۔[1]

یہ بھی روایت ہے کہ دو فرشتے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت آپ ﷺ مکہ مکرمہ کی ایک وادی میں تھے۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: انہیں ایک آدمی کے وزن سے تولو۔ آپ ﷺ کو تولا گیا تو آپ ﷺ اس پر بھاری رہے حتی کہ آپ ﷺ کو آپ کی امت کے ایک ہزار افراد کے مقابلے میں وزن کیا گیا تب بھی آپ ﷺ ان سب سے وزنی ہوئے۔ اس فرشتے نے کہا: ''اگر تم انہیں ساری امت کے مقابلے میں تولو گے تب بھی یہی وزنی رہیں گے۔'' پھر ایک فرشتے نے کہا: ''ان کا پیٹ چیر دو۔'' دوسرے نے آپ ﷺ کو لٹا کر آپ کا سینہ مبارک چیرا اور آپ کا دل نکال کر اس میں سے شیطان کا حصہ نکال پھینکا جو خون کے ایک لوتھڑے کی شکل کا تھا، پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: ان کا سینہ اچھی طرح دھو ڈالو جیسے برتن دھویا جاتا ہے۔ اس نے خوب دھویا۔ پھر ''سکینت'' منگوائی اور آپ ﷺ کے دل میں بھر دی۔ پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: ''اب اسے سی دو۔'' اس نے سی دیا۔ پھر دونوں نے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر

لگا دی۔ بعدازاں وہ دونوں چلے گئے۔ اس دوران آپ ﷺ کو یوں محسوس ہوتا رہا کہ آپ ﷺ اس سارے عمل کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔[2]

[1] صحيح مسلم، حديث: 2277. [2] مجمع الزوائد:8/255.

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آپ ﷺ کی نبوت کے بارے میں پیش گوئی

ایک روایت ایسی بھی ملتی ہے کہ آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوئے، پھر واپس آئے اور انہیں بتایا کہ میرا سینہ چیرا گیا ہے۔ اسے بڑی صفائی سے دھویا گیا ہے، پھر سی کر حسب سابق بند کر دیا گیا ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا (فرط مسرت سے) کہنے لگیں: ''واللہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ خوش ہو جایئے کہ آپ کو نبوت ملنے والی ہے۔''[1] نبی رحمت ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''مجھے روشنی نظر آتی ہے اور میں ایک آواز بھی سنتا ہوں۔ کبھی کبھی مجھے خیال گزرتا ہے کہ کہیں مجھے جنون تو نہیں؟'' سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ابن عبداللہ! ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے ایسا سلوک کبھی نہیں کرے گا۔'' پھر وہ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ انہیں پوری تفصیل بتائی تو وہ کہنے لگے: ''اگر یہ سچ ہے تو پھر یہ اسی فرشتے کی طرح ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترتا تھا۔ اگر میری زندگی میں انہیں نبی بنا دیا گیا تو میں ان کی پوری تائید کروں گا، بھرپور مدد کروں گا اور ان پر ایمان لاؤں گا۔''[2]

''واللہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ خوش ہو جایئے کہ آپ کو نبوت ملنے والی ہے''

[1] دلائل النبوة للبيهقي:2/142. [2] الفتح الرباني:20/207.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آغازِ وحی

غارِ حرا میں خلوت نشینی کا تیسرا سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ روئے زمین کے باشندوں پر اس کی رحمت کا فیضان ہو، تب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مقامِ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ جبریل علیہ السلام قرآن مجید کی چند آیات لے کر آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ یہ پیر کی رات 10 اگست 610 عیسوی اور رمضان المبارک کی 21 ویں تاریخ کی مبارک گھڑیاں تھیں جب حق تعالیٰ نے کائنات کے باسیوں پر اپنا فضل وکرم فرمایا اور پہلی وحی نازل ہوئی۔[1] وحی کے نزول کا واقعہ غیر معمولی تھا۔

---

[1] الرحیق المختوم، ص: 97.

جب جبریل امین علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے تو آپ ﷺ اس وقت غارِ حرا میں عبادت میں مشغول تھے۔ وہ آپ ﷺ سے کہنے لگے: پڑھیے۔ آپ ﷺ نے کہا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے

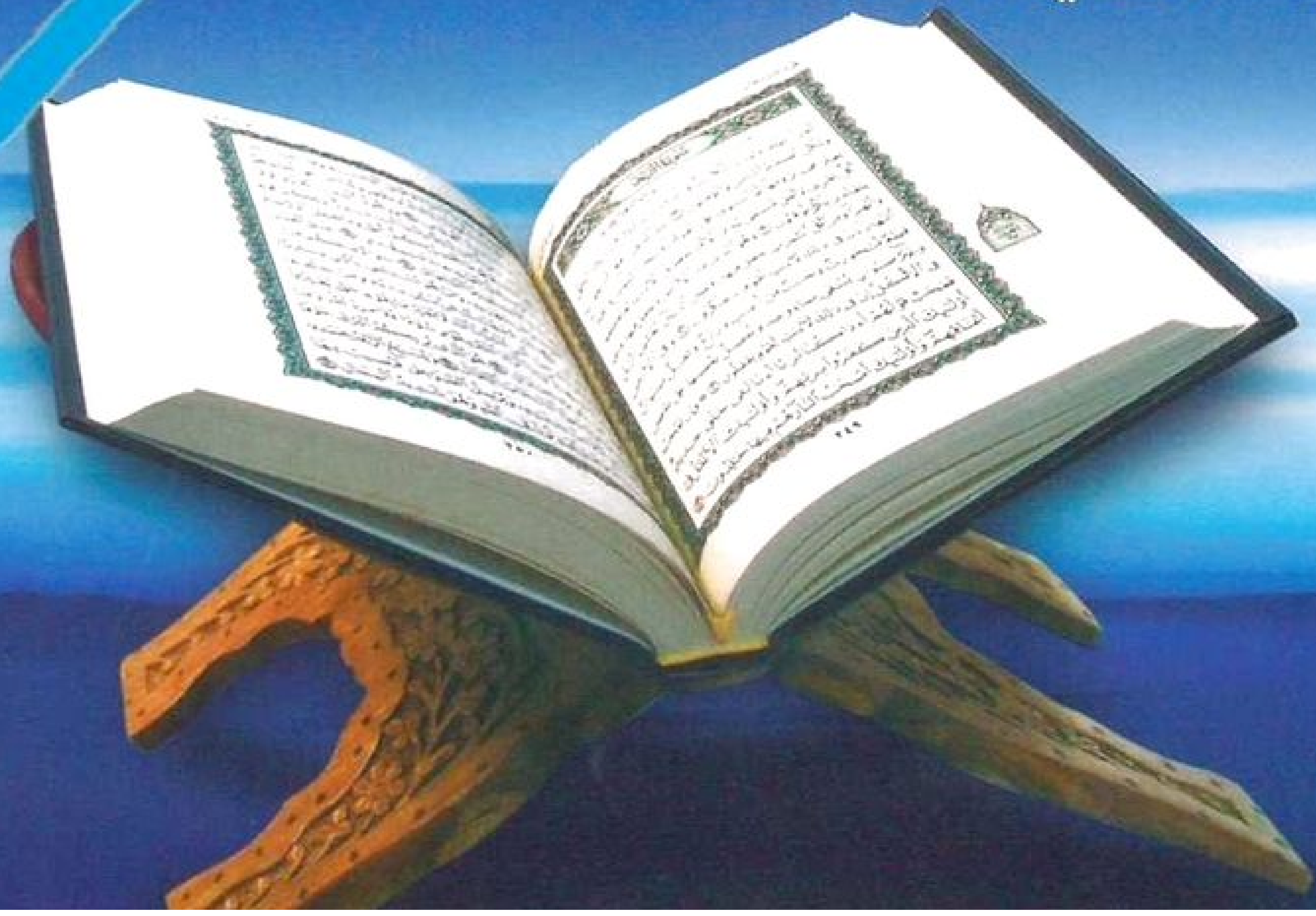

پکڑ کر زور سے دبایا جس سے مجھے بڑی تکلیف ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیے۔ میں نے کہا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' اس نے دوسری بار مجھے زور سے پکڑ کر دبایا، حتی کہ مجھے شدید تھکاوٹ محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیے۔ میں نے کہا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' تیسری بار پھر ایسا ہی ہوا۔ اس نے کہا: ''اپنے رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔ وہ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔''

وحی کا آنا، فرشتے کا ایک بار نہیں بلکہ تین بار دبانا اور اس سے تکلیف ہونا، یہ واقعہ کوئی معمولی نہ تھا۔ آپ ﷺ کو اس سے خاصی گھبراہٹ ہوئی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ وحی کی آیات پڑھتے ہوئے گھر کو چلے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے شانے لرز رہے تھے۔ گھر پہنچے تو دکھ سکھ کی ساتھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حسب سابق خندہ روئی سے استقبال کیا۔ ارشاد ہوا: ''زَمِّلُونِي...... زَمِّلُونِي'' ''مجھے چادر اوڑھا دو...... مجھے چادر اوڑھا دو۔'' زَمِّلُونِي کے معنی لحاف اوڑھانا بھی کیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ پر کپکپی طاری تھی، چنانچہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو لحاف یا چادر اوڑھا دی اور جب خوف دور ہوا تو آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا ہے؟'' پھر انہیں پورا واقعہ سنایا اور فرمایا:

(لَقَدْ خَشِيتُ عَلٰى نَفْسِي)

''مجھے تو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موقع شناسی اور دانائی:

اب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دانائی اور سمجھداری ملاحظہ فرمائیے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بڑے خوبصورت الفاظ میں تسلی دی، کہنے لگیں:

(كَلَّا وَاللّٰهِ! مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا)

''ہرگز نہیں اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔''

پھر آپ ﷺ کی اعلیٰ صفات کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ کے عمدہ اخلاق کی گواہی دی کہ آپ تو رشتے جوڑتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں، عاجز لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، فقیروں اور ناداروں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور ناگہانی آفات میں متاثرین کی مدد کرتے ہیں۔ [1]

[1] صحيح البخاري، حديث: 3.

قارئین کرام! سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ پر غور فرمائیں۔ ام المؤمنین نے جہاں آپ ﷺ کو تسلی دی وہاں موقع کی مناسبت سے سید ولد آدم ﷺ کے مکارم اخلاق کا تذکرہ بھی

کر دیا اور بتلا دیا کہ نبوت ملنے سے پہلے بھی آپ ﷺ کس عمدہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جو شخص اس قسم کے اخلاق کا مالک ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ رسوا نہیں کرتا، بلکہ ایسی شخصیات کو عزت اور شرف عطا کرتا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مزید تسلی کے لیے ایک مرتبہ پھر اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے گھر کا رخ کیا۔ آپ ﷺ کو ہمراہ لیا اور وہاں جا کر ورقہ سے کہا: بھائی! اپنے بھتیجے سے سنیے، یہ کیا کہتے ہیں؟ ورقہ جو اس وقت ضعیف ہو چکے تھے اور نابینا بھی تھے، آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں: آپ کو کیا دکھائی دیتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ ورقہ پکار اٹھے: یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ کاش! میں قوی ہوتا اور اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی۔ آپ ﷺ نے تعجب سے پوچھا: کیا یہ مجھے نکال دیں گے؟ انہوں نے جواب میں کہا: ہاں، جو بھی آپ ﷺ جیسا پیغام لے کر آیا اس سے دشمنی کی گئی اور اسے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کے اعلان کا دن دیکھنا نصیب ہوا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا اور ساتھ دوں گا۔ [1] اس ساری گفتگو کے دوران سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں۔ وہ اپنے آپ کو آنے والی آزمائشوں اور قربانیوں کے لیے تیار کر رہی تھیں جو راہ حق کے مسافروں اور توحید کے علم برداروں کو پیش آیا کرتی ہیں۔

[1] صحيح البخاري، حديث: 3.

محترم قارئین! آپ کو معلوم ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ آپ ﷺ کے شب وروز سے واقف تھیں۔ آپ ﷺ کی نبوت کے بارے میں سب سے پہلے انہی کو علم ہوا۔ انہی کے کانوں نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی زبانی سارا واقعہ سنا۔ انہی نے سب سے پہلے آپ ﷺ کو تسلی دی اور رسالت کی تصدیق کی۔ جیسے ہی انہوں نے اسلام قبول کیا ان کی چاروں بیٹیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ [1]

[1] السيرة لابن إسحاق: 130/1.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوتِ توحید کا آغاز
اور اہل مکہ کے رکیک حملے

اللہ کے رسول ﷺ نے ایک رب کی پرستش اور توحید کی جو دعوت لوگوں کے سامنے رکھی وہ اہل مکہ کے لیے نئی تھی۔ گزشتہ چالیس بیالیس سالہ زندگی میں آپ ﷺ نے کبھی بتوں کے خلاف بات نہیں کی تھی۔ یہ درست ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ناموں کی نذر ونیاز دی نہ ان پر کبھی چڑھاوا چڑھایا، نہ ان کی عزت یا احترام کیا اور نہ ان کے ناموں کی قسم کھائی۔ لیکن جب چالیس بیالیس سال گزرنے کے بعد کھلے عام آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بت کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں تو مکہ والوں کو یہ بات ہضم نہ ہوسکی، حالانکہ آپ ﷺ تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین پر عمل کرنے کی دعوت ہی دے رہے تھے۔ اہل مکہ نے کچھ دیر تو صبر کیا لیکن پھر آپ ﷺ پر رکیک حملے شروع کر دیے۔ آپ ﷺ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ کہنے لگے: اس کی بات کیا سنو گے، یہ تو جادوگر ہے۔ کسی نے کہا: یہ تو (معاذ اللہ) دیوانہ ہے۔ کوئی پاگل کہہ رہا ہے۔ کوئی شاعر ہونے کا الزام دے رہا

ہے۔ گھر کے راستے میں کانٹے بچھانا، بازاروں، گلیوں اور گزرگاہوں میں بے ہودگی کا مظاہرہ کرنا، آپ ﷺ کے ساتھیوں کو مارنا پیٹنا اور ان پر ظلم وتشدد کرنا ان کا روزمرہ کا معمول بن کر رہ گیا۔

قارئین کرام: ذرا غور فرمائیں اگر کسی معزز خاتون کے شوہر کو پاگل یا دیوانہ کہا جائے تو اس پر کیا گزرے گی۔ لیکن ہوا یہ کہ جب سارے مکہ والے آپ ﷺ کی تکذیب کر رہے تھے تب اکیلی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تصدیق کر رہی تھیں۔ جب آقا زخم کھا کر اس حال میں گھر تشریف لاتے کہ جسم پتھروں سے لہولہان ہو چکا ہوتا اور پاؤں زخمی ہو چکے ہوتے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے زخموں پر مرہم رکھتیں اور آپ ﷺ کو تسلی دیتیں۔

> جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ بت کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں تو اہل مکہ کو یہ بات ہضم نہ ہوسکی

وہ آپ ﷺ کے قدموں میں بیٹھ جاتیں اور اپنے آقا کے چہرے سے گرد وغبار صاف کرتیں۔ آپ کا کُرتہ اٹھاتیں اور زخموں پر اپنا دوپٹا پھاڑ کر رکھتیں۔ مبارک زخمی قدموں کو پانی سے دھوتیں اور کہتیں:

(كَلَّا وَاللّٰهِ! لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا)

''میرے آقا، میرے سرتاج! میرا رب آپ کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اللہ ہوتا ہے دنیا کی کوئی طاقت اسے پسپا نہیں کر سکتی۔''

جب گھر میں اہلیہ اتنا ساتھ دیتی، اتنے اچھے انداز میں دلاسا دیتی تو پھر آپ ﷺ اٹھتے اور اس آیت کریمہ پر عمل شروع کر دیتے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

”آپ کو جو حکم ملا ہے اس کو کھول کر بیان کر دیجیے اور مشرکین سے رخ پھیر لیجیے۔“

① الحجر 15:94

آپ ﷺ مکہ کے بازاروں میں جا کر توحید کا پرچم بلند کرتے، آپ پر تشدد ہوتا تو گھر تشریف لاتے اور ایک مرتبہ تو نبی کائنات ﷺ کے ساتھ بے حد و حساب بے ادبی اور بے مروتی کی گئی۔

آپ ﷺ بیت اللہ الحرام میں نوافل ادا کر رہے تھے۔ ابو جہل اور اس کے کچھ رفقاء بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ابو جہل نے کہا: کون ہے جو بنو فلاں کے اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد (ﷺ) سجدے میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے۔ یہ سن کر اس قوم کا بدبخت ترین شخص عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اوجھڑی لا کر انتظار کرنے لگا۔ جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو اسے آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں کندھوں کے درمیان ڈال دیا۔ کسی نے جا کر آپ ﷺ کے گھر اطلاع کر دی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دوڑتی ہوئی آئیں اور آپ ﷺ کی پیٹھ سے اوجھڑی ہٹائی۔ اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت چھوٹی تھیں۔ ان کی عمر محض چار پانچ برس تھی۔

دعوت توحید جیسے جیسے پھیلتی چلی گئی، قریش کی جھنجلاہٹ میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ابولہب کا گھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے ساتھ ہی تھا۔ وہ اور اس کی بیوی ام جمیل نبی کریم ﷺ کی عداوت اور دشمنی میں حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ ایک بڑے اور مشہور باپ کی بیٹی ہونے کے باوجود وہ جنگل میں جاتی، وہاں سے کانٹے چنتی اور انہیں اللہ کے رسول ﷺ کی راہ میں بچھا دیتی۔ ابولہب بھی کسی سے کم نہ تھا، وہ دروازے پر گندگی ڈال دیتا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، ان کی بیٹیاں اور گھر کے خادم اس گندگی کو اٹھاتے اور سید ولد آدم ﷺ صرف اتنا کہتے: اے بنو عبد المطلب! یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟۔ ایک روایت میں ہے: اے بنو عبد مناف کیا ہمسائے ایسے ہوتے ہیں؟![1]

① السيرة لابن هشام: 2/416.

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مثالی کردار

ان حالات میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کے گھرانے کا کردار بڑا مثالی تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا خود آپ ﷺ کی خدمت کرتیں، اپنے ہاتھوں سے آپ ﷺ کے لیے کھانا پکاتیں اور لے جا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتیں۔[1]

① صحيح البخاري، حديث: 3820.

صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس سالن یا کھانے کا برتن لے کر آ رہی ہیں جب وہ آئیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیں

”یا رسول اللہ! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس سالن یا کھانے کا برتن لے کر آ رہی ہیں جب وہ آئیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیں“

www.KitaboSunnat.com

اور انہیں جنت میں موتی کے ایک محل کی بشارت دیں جس میں نہ تو شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔ [1]

[1] صحيح البخاري، حديث:3820.

اس حدیث شریف کو پڑھنے کے بعد ہم بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ وہ عظیم خاتون خدمت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز تھیں کہ اپنے ہاتھوں میں سالن یا کھانے کا برتن لے کر سید ولد آدم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور آپ ﷺ کی خدمت سرانجام دیتی تھیں۔

اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں ایک بات کی طرف اشارہ ضروری سمجھتا ہوں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے شادی کی رغبت ان الفاظ کے ساتھ ظاہر کی تھی۔

(يَا ابْنَ عَمِّ! إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِيكَ لِقَرَابَتِكَ مِنِّي وَ شَرَفِكَ فِي قَوْمِكَ وَأَمَانَتِكَ عِنْدَهُمْ وَحُسْنِ خُلُقِكَ وَصِدْقِ حَدِيثِكَ)

''میرے چچازاد! آپ کی مجھ سے قرابت، اپنی قوم میں آپ کے اعلیٰ مقام، ان کے نزدیک آپ کی امانت داری، آپ کے حسن اخلاق اور صدق کلام کے باعث میں آپ کے ساتھ نکاح کی رغبت رکھتی ہوں۔'' [1]

[1] أسد الغابة: 261/5.

اب جو عورت اپنے خاوند کے اعلیٰ اخلاق و کردار سے شروع دن سے متاثر ہو وہ اپنے خاوند کی عزت واحترام کیسے نہ کرے گی، اس پر اپنی دولت اور جان کیسے نچھاور نہ کرے گی؟!

اہل مکہ کی گھناؤنی چال اور اللہ تعالیٰ کی رحمت

جب قریش نے دیکھا کہ اسلام مسلسل پھیلتا جا رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ مسلسل دعوت کا کام کر رہے ہیں تو انہوں نے سوچا کیوں نہ انہیں گھریلو مسائل میں الجھا یا جائے۔ بیٹیاں کسے پیاری نہیں ہوتیں۔ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح اور رخصتی ہو چکی تھی جبکہ سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ابولہب کے دونوں بیٹوں کے ساتھ نکاح ہو چکا تھا تاہم ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ قریش نے ان سب کو لالچ دیا کہ اگر وہ محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق دے دیں تو قریش کی جس لڑکی کے ساتھ وہ نکاح کرنا چاہیں کرا دیا جائے گا۔

> انسانی آنکھ نے جو خوبصورت ترین جوڑا دیکھا وہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا جوڑا ہے

ابوالعاص نے تو انہیں منہ توڑ جواب دیا (جس کا ذکر آگے آئے گا) البتہ ابولہب کے دونوں بیٹوں نے لالچ میں آکر یہ کام کر دیا۔

سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ابولہب کے بیٹوں کا طلاق دینے سے مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کو اور آپ کے گھر والوں کو پریشان کیا جائے۔ وہ سعادت اور خوشیوں سے بھری ہوئی جو زندگی گزار رہے ہیں اس میں رخنہ اندازی کی جائے مگر قریش کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا کیونکہ طلاق کے فوراً بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے لیے شادی کا پیغام ارسال کر دیا۔ ابولہب اور اس کے بیٹوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے رسوائی مقدر تھی اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لیے ابدی سعادت لکھی ہوئی تھی۔ وہ بالکل ابتدا میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے۔ انہیں اسلام کی دعوت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دی اور انہوں نے چون و چرا کیے بغیر دعوت حق پر لبیک کہا اور دین اسلام میں داخل ہو کر (اَلسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ) کی صف میں کھڑے ہو گئے۔ مسلمان ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اخوت ایمانی اور محبت قلبی کی کڑیاں نہایت مضبوط ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے اسباب پیدا فرما کر آپ رضی اللہ عنہ کو بہت بڑے اعزاز سے نوازا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس رشتے کو قبول فرمایا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بڑے مال دار، خوبصورت اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی حسن سیرت اور حسن صورت میں بے مثل تھیں۔ یہ شادی فوراً طے پا گئی۔ رخصتی کے وقت اس مبارک جوڑے کو یہ خراج تحسین پیش کیا گیا کہ

''انسانی آنکھ نے جو خوبصورت ترین جوڑا دیکھا وہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا جوڑا ہے۔'' [1]

[1] تاریخ دمشق: 41/20.

ابولہب اور اس کے گھرانے کی بدقسمتی کہ ان کی خواہش تھی کہ وہ آپ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دلوا کر آپ ﷺ کے گھر میں رنج وحزن کی فضا قائم کر دیں گے یا کم از کم آپ ﷺ کو کمزور کر دیں گے مگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پہلے سے طے شدہ تھا کہ آپ ﷺ کی بیٹیوں کے لیے پہلے سے کہیں عمدہ اور احسن

انتظام ہو گیا۔

محترم قارئین! جیسے جیسے ہم اس عظیم مرتبہ امی جان کے حالات زندگی پڑھتے جاتے ہیں ان کے ساتھ محبت اور احترام میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس مبارک گھرانے میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پچھلے دو خاوندوں سے اولاد بھی موجود تھی۔ وہ ان کی بھی تربیت کر رہی تھیں۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اپنے ماموں سے فرمائش

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہند بن ابی ہالہ اسدی تمیمی رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کیا، پھر ہجرت کی سعادت حاصل کی اور یہ بدر کے میدان میں بھی موجود تھے۔ یہ نہایت فصیح و بلیغ تھے، گفتگو اتنی خوبصورت کرتے کہ سننے والا اس کی لذت میں کھو جاتا۔ ایک دن ان کے بھانجے سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے ان سے اپنے نانا محترم ﷺ کا حلیہ بیان کرنے کے لیے فرمائش کی۔ ان کے سوال کرنے کا انداز بھی بڑا خوبصورت تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ماموں جان! آپ ہمیں بتلائیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟ اس کے جواب میں جناب ہند رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کا جو حلیہ اور اوصاف بیان کیے اس میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے۔ ان کے طویل جواب کے خوبصورت الفاظ کا ایک حصہ یہاں ذکر کیا جا رہا ہے جسے پڑھ کر آدمی عش عش کر اٹھتا ہے کہ کس محبت، پیار اور دقت نظر سے انہوں نے آپ ﷺ کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ اس سے آپ کو بآسانی اندازہ ہو جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ربائب یعنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوندوں سے ہونے والی اولاد کی عمدہ اور اعلیٰ تعلیم و تربیت پر کس قدر توجہ مبذول فرمائی۔ حالانکہ لوگ اس نوع کے بچوں کو اپنے اوپر بوجھ خیال کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں رسول کریم ﷺ کا حلیہ مبارک ملاحظہ فرمایئے:

'كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَخمًا، مُفخَّمًا، يَتَلَأْلَأُ وَجهُهُ تَلأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيلَةَ الْبَدْرِ، أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوعِ، وَأَقْصَرَمِنَ الْمُشَذَّبِ'

''رسول اللہ ﷺ اپنی ذات میں بھی عظیم تھے اور دیکھنے والے کے قلب ونظر میں بھی آپ ﷺ کی عظمت وہیبت پیوست ہو جاتی تھی۔ چہرۂ انور چودھویں کے چاند کی طرح دمکتا تھا۔ نہ پستہ قد تھے نہ بہت لمبے بلکہ درمیانہ قامت تھے۔''

''چہرۂ انور چودھویں کے چاند کی طرح دمکتا تھا۔ نہ پستہ قد تھے نہ بہت لمبے بلکہ درمیانہ قامت تھے''

'عَظِيمَ الْهَامَةِ، رَجِلَ الشَّعْرِ، إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيقَتُهُ فَرَقَ، وَإِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنِهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ'

''پروقار بھاری سر مبارک، بال نرم اور سیدھے تھے۔ اگر سر کے بال آسانی سے دائیں بائیں تقسیم ہونے والے ہوتے تو انہیں دو حصوں میں تقسیم کر کے سر کے درمیان مانگ نکال لیتے ورنہ بالوں کی لمبائی وفرہ کی حالت میں بھی کانوں کی لو سے نیچے نہ جاتی۔''

'أَزْهَرَ اللَّوْنِ، وَاسِعَ الْجَبِينِ، أَزَجَّ الْحَوَاجِبِ، سَوَابِغَ فِي غَيْرِ قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ، أَقْنَى الْعِرْنِينِ، لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ، يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ'

''سفید صاف چمکدار رنگ، کشادہ پیشانی اور ابرو باریک بالوں سے پُر، آپس میں ملے ہوئے نہ تھے، قوس کی طرح خمدار تھے اور دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت خون سے پُر ہو جاتی۔ لمبی باریک ناک، درمیان میں قدرے مرتفع، اس پر مستزاد نورانی

محكم دلائل وبراہين سے مزين، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھلک جو اس پر چھائی رہتی تھی، سرسری نظر میں ناک کا بانسہ بلند محسوس ہوتا۔‘‘

’كَثُّ اللِّحْيَةِ، سَهْلُ الْخَدَّيْنِ، ضَلِيعُ الْفَمِ، مُفْلَجُ الْأَسْنَانِ، دَقِيقُ الْمَسْرُبَةِ، كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيدُ دُمْيَةٍ، فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ، مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ، بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ‘

’’گھنی اور گنجان ڈاڑھی مگر بال لٹکے ہوئے نظر نہ آتے بلکہ سمٹے ہوئے لگتے۔ نرم رخسار، ابھرے ہوئے نہ باہر کو نکلے ہوئے دہن مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا، دندان مبارک باریک آبدار، سامنے کے دانتوں میں خوشنما شگاف تھا۔ مورنی جیسی پتلی، سیدھی گردن، چاندی کی طرح سفید جیسے سنگ مرمر یا ہاتھی دانت سے تراشی گئی ہو۔ معتدل اور متناسب اعضائے جسم، معتدل بھاری اور باوقار

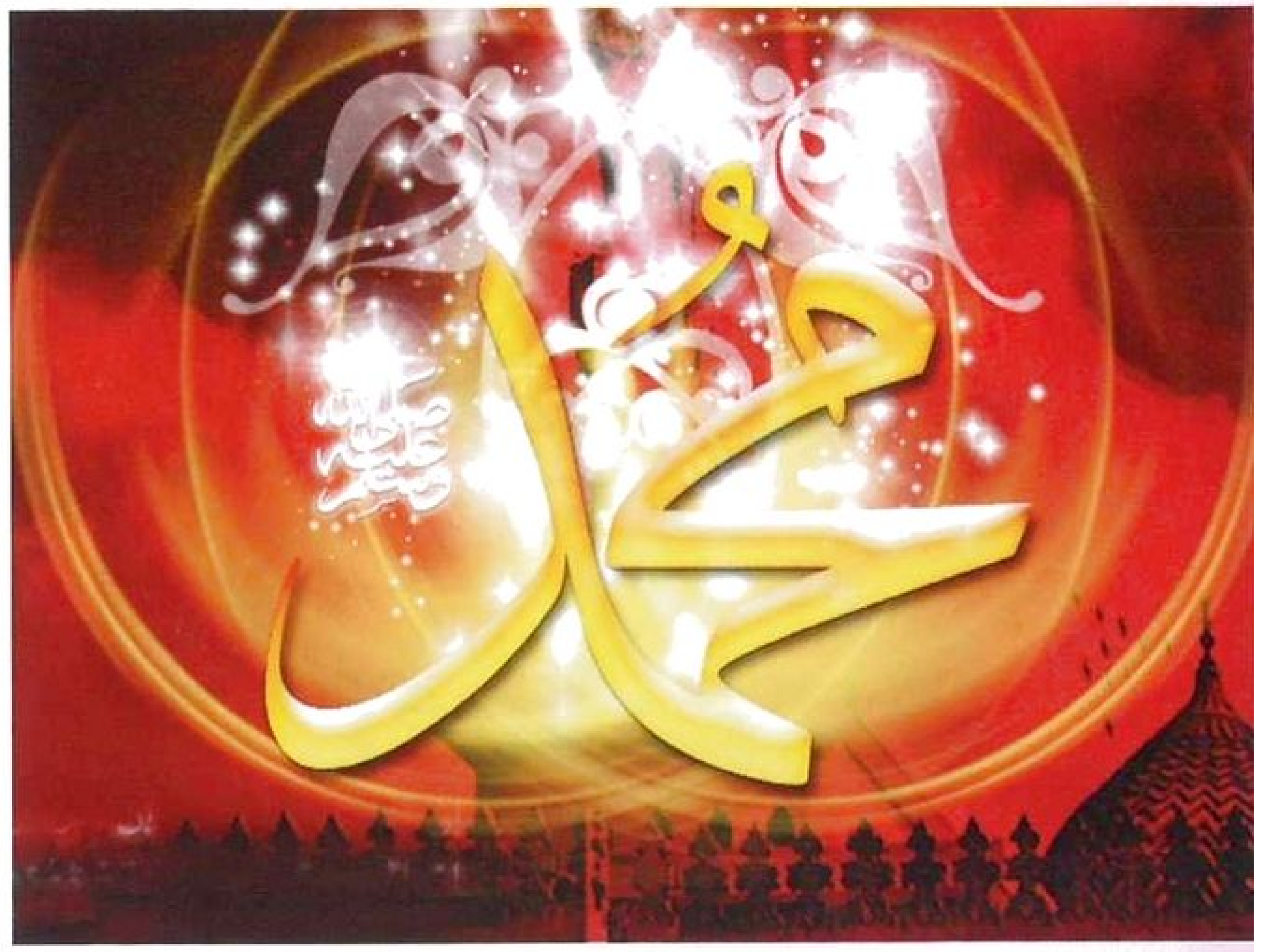

بدن لیکن اعضاء ایک دوسرے سے پیوست رہتے، یعنی عضلات ڈھیلے نہ تھے اور ادھیڑ عمری میں بھی جوانوں کی سی شان تھی۔‘‘

’سَوِيُّ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ، عَرِيضُ الصَّدْرِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ، أَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ، مَوْصُولُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِي كَالْخَطِّ‘

’’پیٹ اور سینہ سیدھے اور ہموار، نہ باہر کو نکلے ہوئے نہ اندر کو دھنسے ہوئے، فراخ، چوڑی چھاتی، دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ، ہڈیوں کے جوڑ مضبوط اور گٹھے ہوئے، منور

’’ معتدل اور متناسب اعضائے جسم، بھاری اور باوقار بدن، عضلات ڈھیلے نہ تھے، ادھیڑ عمر میں بھی جوانوں کی سی شان تھی ‘‘

اور بالوں سے عاری اعضاء، سینے کے آغاز سے ناف تک بالوں کی خوبصورت باریک پٹی جو لکیر کی طرح سیدھی تھی۔‘‘

’عَارِي الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ، مِمَّا سِوَى ذٰلِكَ،
أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَأَعَالِي الصَّدْرِ،
طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ، رَحْبُ الْجَبْهَةِ،
سَبْطُ الْقَصَبِ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ‘

’’چھاتی اور پیٹ کا باقی حصہ بالوں سے خالی، کہنیوں سے کلائیوں تک اور کندھوں اور سینے کے بالائی حصے پر چھوٹے بالوں کی کثرت، لمبی کلائیاں، چوڑی کشادہ پیشانی، پنڈلیاں اور کلائیاں کسرتی، سیدھی، خم سے مبرا، ہتھیلیاں اور پاؤں بھرے بھرے اور پُر گوشت تھے۔‘‘[1]

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: الشمائل للترمذي، حديث: 8.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ